بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

SENATE DEBATES

SENATE OF PAKISTAN

Saturday, October 26, 1985

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (State Bank Building), Islamabad, at 5.00 p.m. with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الرٰ کتب احکمت ایتہ ثم فصلت من لدن حکیم خبیر
الا تعبدوا الا اللہ اننی لکم منہ نذیر و بشیر وان استغفروا
ربکم ثم توبوا الیہ یمتعکم متاعا حسنا الی اجل مسمی
ولیؤت کل ذی فضل فضلہ وان تولوا فانی اخاف علیکم
عذاب یوم کبیر الی اللہ مرجعکم وھو علی کل شی قدیر

ترجمہ :۔ میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ شروع اللہ کا نام لیکر
جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے الرا ۔ یہ وہ کتاب ہے جس کی آیتیں مستحکم
ہیں اور خدائے حکیم و خبیر کی طرف با التفصیل بیان کر دی گئی ہیں۔
وہ یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور میں اُس کی طرف سے تم کو ڈر
سنانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں اور یہ کہ اپنے پروردگار سے بخشش مانگو
اور اُس کے آگے توبہ کرو وہ تم کو ایک وقت مقرر تک متاعِ نیک سے بہرہ مند کرے
گا اور ہر صاحبِ بزرگی کو اسکی بزرگی کی داد دیگا۔ اور اگر روگردانی کروگے تو مجھے
تمہارے بارے میں قیامت کے بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔
تم سب کو خدا کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

FATEH

جناب چیئرمین : جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ معزز اراکین۔ آج صبح کے اخبارات میں آپ نے ڈپٹی چیئرمین سینٹ جناب مخدوم سجاد قریشی صاحب کے برادر بزرگ جناب پیر خورشید احمد کے انتقال کی خبر پڑھی ہو گی۔ مرحوم پیر خورشید قریشی تحریک پاکستان کے اہم رکن اور ملتان میونسپل کمیٹی کے سابق چیئرمین تھے۔ آپ نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز اس وقت کیا جب آپ کو ۱۹۲۸ء میں (Bar) میں مدعو کیا گیا تھا آپ کئی سالوں تک ضلع کونسل کے رکن رہے تقریباً تین ادوار تک مرکزی امداد باہمی بینک ملتان کے چیئرمین رہے۔ چند روز پہلے جیسا کہ آپ کو علم ہے۔ مخدوم صاحب کی اہلیہ صاحبہ ان سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئی تھیں۔ ابھی مخدوم صاحب کے آنسو بھی خشک نہ ہونے پائے تھے کہ انہیں رضائے الٰہی سے اس دوسرے سانحہ کا سامنا کرنا پڑا۔ پیشتر اس کے کہ ہم اس اجلاس کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز کریں مجھے یقین ہے کہ آپ سب کی خواہش یہ ہو گی کہ مخدوم صاحب اور ان کے اہل خاندان سے اپنی دلی ہمدردی کا اظہار کریں اور ان کے برادر مرحوم کے ایصال ثواب کی خاطر دعا پڑھیں۔ میں جناب مولانا سمیع الحق صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا کریں۔ جناب مولانا سمیع الحق!

(مولانا سمیع الحق نے مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے دعائے مغفرت پڑھی)

جناب احمد میاں سومرو : مجھے آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹیز مقرر ہو چکی ہیں لیکن ان کا کوئی اجلاس نہیں بلایا گیا تاکہ وہ اپنی کارروائی شروع کرے اور اپنے چیئرمین کا انتخاب عمل میں لائے۔ اب اگر ان کے پاس کوئی بھی بل ریفر ہو گا تو وہ ویسے ہی پڑا رہے گا۔ آپ سے عرض ہے کہ براہ مہربانی آپ ان کو جلد بلائیں۔

جناب چیئرمین : جو نکتہ آپ نے پیش کیا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ اور کمیٹیز کو فعال ہونا چاہیئے۔ مجھے اس سے پورا اتفاق ہے۔ میں حکومت کے اراکین سے درخواست کروں گا۔

(مداخلت) - - - -

جناب احمد میاں سومرو : یہ کام سینٹ سیکرٹریٹ کا ہے۔

جناب چیئرمین : سینٹ سیکرٹریٹ نے میٹنگ نہیں بلانی۔ میٹنگ بلانی ہے گورنمنٹ نے۔ جناب پروفیسر خورشید صاحب!

پروفیسر خورشید احمد : جناب والا ! اس سے پہلے ہم نے اس مسئلے کو اٹھانے کی کوشش کی تھی اور حکومت کے لوگوں نے ہمیں یہ بتایا کہ جہاں تک سینٹ کی کمیٹیز کا تعلق ہے یہ حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے یہ سینٹ کے چیئرمین اور سینٹ کے سیکرٹریٹ کی ذمہ داری ہے کہ وہ بلائیں جو کمیٹیاں بن چکی ہیں اور ان کی میٹنگ نہیں بلائی گئی تو اس کی ذمہ داری حکومت پر نہیں آتی ۔ اس کی وضاحت ہو جائے تو ہم سب کے لئے یہ رہنمائی کا باعث ہو گی ۔

جناب چیئرمین : اگر آپ صاحبان کی یہ رائے ہے تو میں اس کے لئے بالکل تیار ہوں اور اس میں کوئی مشکل نہیں ۔

As a matter of fact we should expedite the business and leave it to the Chair and leave it to the Secretariat.

مجھے ایک سٹینڈنگ کمیٹی کا ، جس کو بل ریفر ہوا تھا تجربہ ہے ۔ یہ منسٹری لاء اینڈ پارلیمنٹری افیئرز کی تھی ۔ ۲۲ اگست کو یہ کمیٹی بنی تھی ۔ اسکی ایک میٹنگ ہمیں ستمبر کے آغاز میں اور ایک ستمبر کے بعد اکتوبر کے آغاز میں بلانی تھی ۔ وزارت قانون کو یاد دھانی کرائی گئی تھی کہ اس کمیٹی کا اجلاس ضروری ہے ۔ ان کی اپنی مجبوریاں تھیں ۔ وہ اسمبلی میں آئینی ترمیمی بل میں مصروف تھے ۔ اس لئے اس میں کچھ تاخیر ہوئی ۔ لیکن جہاں تک میں دیکھ سکا ہوں پہلے پروسیجر یہ رہا ہے کہ ان کمیٹیز کا اجلاس گورنمنٹ کے وزیر انچارج سے پوچھ کر بلایا جائے ۔ ورنہ اگر ہاؤس کی یہ رائے ہے کہ چیئرمین بلائے یا سیکرٹریٹ بلائے تو

ع چشم ما روشن دل ما شاد

مجھے اس سے زیادہ اور کیا خوشی ہو گی کہ میں آپ کی کچھ خدمت کر سکوں ۔ جناب اقبال صاحب !

جناب اقبال احمد خان : جناب والا ! نیشنل اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹی اور سینٹ کی کمیٹی میں فرق ہے وہاں رولز میں لکھا ہوا ہے کہ متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کا چیئرمین وزیر ہو گا ۔ یہاں کی صورت حال اس طرح کی نہیں ہے ۔ اب جہاں تک کمیٹیز کے اجلاس بلانے کا تعلق ہے ، رولز میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے ۔ میرے مطالعہ کے مطابق اگر کوئی مسئلہ سٹینڈنگ کمیٹی کو ریفر کیا جاتا ہے تو سیکرٹریٹ کی طرف سے اس کمیٹی کو اطلاع دینا ہوتی ہے کہ یہ مسئلہ اس کو ریفر ہو گیا ہے ۔ اب چونکہ ابھی کمیٹیز کے چیئرمین منتخب

[Mr. Iqbal Ahmad Khan.]

نہیں کئے گئے اس لئے میٹنگ کا اجلاس بلانے کی ذمہ داری کسی پر نہیں آتی۔ تمام، ممبرز مل کر میٹنگ نہیں بلا سکتے۔ اب ایک مرتبہ جب چیئرمین منتخب ہو جائے گا تو پھر وہ نوٹس چیئرمین کے لئے کافی ہو گا اور ذمہ داری چیئرمین پر عائد ہو گی کہ وہ کمیٹیوں کے اجلاس بلاتے رہیں۔ جہاں تک سینٹ کی کمیٹیز کا تعلق ہے۔ مختلف وزراء ان کے (Ex-officio) ممبر ہیں۔ چونکہ گروپنگ ہو چکی ہے اس لئے امکانات ہیں کہ کسی ایک کمیٹی کے پاس کسی ایک محکمے کا ریفرنس ہو گا اور کسی دوسرے بل کا تعلق دوسرے محکمے سے ہو گا۔ اور اس کمیٹی میں جس محکمے کا بل ہو گا اس وزیر کو اس میں حاضری دینا ہو گی وہ ہمہ وقت اس کمیٹی کا ممبر تصور نہیں کیا جا سکتا اس لئے میری گزارش یہ ہو گی کہ خواہ اس اجلاس کے دوران میں جیسے آپ خیال فرمائیں کمیٹیز کی میٹنگ بلوا کر باری باری اُن کے چیئرمینوں کا انتخاب ہو جائے اور پھر چیئرمین کو نوٹس دے دیا جائے جب بھی کوئی مسئلہ ریفر ہوتا ہے تو پھر چیئرمین کی صوابدید کے مطابق وہ اجلاس ہوتے رہیں گے۔

دوسری صورت جناب یہ ہو سکتی ہے کہ اگر آئندہ کوئی مسئلہ کسی کمیٹی کو ریفر ہو تو اس کمیٹی کے اراکین کو سیکرٹیریٹ کی طرف سے آپ کی منظوری کے بعد تاریخ مقرر کر کے بلوا لیا جائے اور چیئرمین کے انتخاب کے بعد وہ مسئلہ اس کے زیر غور آ سکتا ہے اس لئے یہ صورت حال ہے فیصلہ آپ جس طرح سے مناسب سمجھیں آپ فرمائیں تاکہ اس بزنس کو regulate کیا جا سکے اور اب تک سوائے ایک کمیٹی کے کسی کمیٹی کو کوئی مسئلہ ریفر نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین: جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ فیصلہ تو ایوان کے ہاتھ میں ہے اور جو آپ کی رائے ہو گی میں اس کے مطابق ہی چل سکوں گا۔ جہاں تک ایک کمیٹی کا جس کو یہ شریعت بل ریفر ہوا تھا یہ میرے پاس کاغذات موجود ہیں اس میں آٹھ ستمبر کو

That is to say within less than 15 days. The Justice and Parliamentary Affairs Division was reminded to convene a meeting because this was to be the practice. Then, this was followed by an other reminder on the 2nd of October as I said earlier. So, this has been the position. The Secretariat somehow has been under the impression that they have only to remind the Division concerned with that particular committee in order to convene the meeting and with a view to then electing the President and fixing the Agenda of work for that meeting. But if you wish and I should be very glad actually to discharge that

function that the Committee should be convened in the first place by the Chairman who will do that. I think within next two days you would get notices of meetings of all these Committees.

Mr. Sartaj Aziz : Mr. Chairman, may I draw your attention to Rule 156 of the Rules of Procedure which says, "a Committee shall sit on such day and at such hour as the Secretary may, in consultation with the Chairman of the Committee, fix". However, the responsibility for fixing the date for the meeting is on the Secretary, in this case we only......*(Interruption)*.

Mr. Chairman : I am sorry, you are again begging the question. The Secretary has to fix the date in consultation with the Chariman of the Committee which implies that the Committee meeting should be held first, the Chairman should be elected, then it becomes the function of Secretariat to fix the date. So, I think that is not correct interpretation of the rules.. I think the matter has been decided, we will convene the first meeting in order to elect the Chairman and after that it could be the duty of the Chairman to convene the meeting of the Committee as and when necessary.

Mr. Wasim Sajjad : Mr. Chairman, just one provision to which I would like to draw the attention of the House and that is Rule 172(4) on page 89 of this book, which says the Minister in charge of the Ministry to which a Bill relates shall be the Chairman of the Select Committee.

Mr. Chairman : We are talking about Standing Committee, we are not talking of the Select Committee. Then, we take up privilege motions, if we are talking of Privilege Motion, the first one stands in the name of Qazi Hussain Ahmed. Its Privilege Motion No. 8 which was read out but, I think, was not discussed.

قاضی حسین احمد : میں دوبارہ پڑھ لوں اسے ؟

جناب چیئرمین : جی پڑھ ہی لیں تو بہتر ہو گا ۔

PRIVILEGE MOTION RE : FAILURE OF THE GOVERNMENT TO INTRODUCE POLITICAL PARTIES BILL AS ASSURED BY THE PRIME MINISTER

قاضی حسین احمد : سینیٹ کے پہلے باقاعدہ اجلاس میں وزیراعظم نے اپنی تقریر میں یہ واضح یقین دہانی کرائی تھی کہ سیاسی جماعتوں کے قانون کو اولیت دی جائے گی اس غرض کے لئے قومی اسمبلی اور سینیٹ کی الگ الگ کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔ ان کی رپورٹیں پیش ہوئی۔ ان پر بحث کی گئی لیکن یہ امر باعث حیرت ہے کہ سیاسی جماعتوں کے قانون کی بجائے اب سینیٹ کے اجلاس میں آٹھواں ترمیمی بل پیش کیا جارہا ہے اور سیاسی جماعتوں کی بحالی کی بجائے مارشل لاء کے اٹھائے جانے کو اس ترمیمی بل کے ساتھ وابستہ کیا جا رہا ہے۔ یہ میری تحریک استحقاق وزیراعظم کی طرف سے دی گئی واضح یقین دہانی کے خلاف ہے۔ جس سے سینیٹ کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔

اس لئے وعدے کے مطابق سیاسی جماعتوں کا قانون سینیٹ کے سامنے پیش کر دیا جائے اور مارشل لاء کو فوری طور پر اٹھا دیا جائے۔ جناب ذرا میں اس کی وضاحت کر دوں ؟

جناب چیئرمین : جی فرمایئے ارشاد۔

قاضی حسین احمد : پہلے باقاعدہ اجلاس میں ایک تحریک استحقاق میں نے پیش کی تھی کہ سینیٹ اور صوبائی اسمبلیاں اور قومی اسمبلی جیسے منتخب اداروں کے وجود میں آنے کے بعد مارشل لاء کا جاری رہنا سینیٹ کی اور منتخب اداروں کی بالادستی کے خلاف ہے۔ اور اس لئے مارشل لاء فوراً اٹھالیا جائے مارشل لاء کی اب کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔ وہ مشینری وجود میں آچکی ہے جو مارشل لاء کی جگہ لے سکتی ہے اس کے جواب میں وزیراعظم صاحب نے اپنی تقریر میں جو ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے بھی نشر کی گئی اور ایوان میں بھی سب لوگوں نے سنی اور اخبارات میں بھی آئی انہوں نے واضح یقین دہانی کرائی تھی کہ سیاسی جماعتوں کا ایکٹ پاس کر دیا جائے گا اور مجھے یاد پڑتا ہے انہوں نے جو ٹائم ٹیبل اس کے لئے دیا تھا وہ ٹائم ٹیبل بھی ایک مہینے سے زیادہ پر مشتمل نہیں تھا یہ ان کی واضح یقین دہانی تھی کہ مہینے ڈیڑھ مہینے میں یہ سارا پراسیس ختم ہو جائے گا، سیاسی جماعتوں کا ایکٹ آجائے گا سیاسی جماعتیں وجود میں آجائیں گی اور سیاسی جماعتیں مارشل لاء کے اس خلا کو پُر کر سکیں گی اس لئے اس کے بعد مارشل لاء کو اٹھالیا جائے گا لیکن جناب والا ..... (مداخلت)

Mr. Hasan A. Shaikh : Point of Order, Sir, I think, the honourable Senator should read what exactly was stated by the Prime

Minister so that we will be enlightened, otherwise, we are making statement. *(Interruption)*.

Mr. Chairman : Let him finish.

قاضی حسین احمد : تو یہ اس ایوان کا استحقاق مسلسل مجروح ہو رہا ہے یعنی یہ سات مہینے سے ایک ایکٹڈ باڈی آئی ہے لیکن اس ایکٹڈ باڈی کو یہ موقع نہیں دیا جا رہا ہے کہ وہ تمام امور کا خود فیصلہ کرے بلکہ اس کے اوپر مارشل لاء کی تلوار لٹک رہی ہے اور جو وعدہ کیا تھا، وزیراعظم کی طرف سے وہ کوئی معمولی بات نہیں ہے وزیراعظم نے ایوان بالا میں یہ بات کہی ہے لیکن اس کے مطابق نہیں ہوا۔ بلکہ اس سے بالکل الٹ ایک دوسرا پراسیس شروع کر دیا گیا اور اب ہمیں بتایا جا رہا ہے کہ آٹھواں ترمیمی بل پاس کر دیں تو اس کے بعد مارشل لاء اٹھے گا۔

جناب چیئرمین : قاضی صاحب اس پوائنٹ کی اگر آپ تشریح کر دیں تو میرے خیال میں بہتر ہو گا۔ جو جناب حسن اے شیخ صاحب نے اٹھایا ہے۔ کہ وزیراعظم صاحب نے جو ایگزیکٹ الفاظ استعمال کئے تھے وہ ریکارڈ میں موجود ہیں آپ اگر اس ریکارڈ سے ثابت کر سکتے ہیں کہ پرائم منسٹر صاحب نے یہ وعدہ کیا تھا کہ فلاں تاریخ تک وہ یہ بل انٹروڈیوس کریں گے یا کوئی اور کارروائی کریں گے اگر یہ وہ الفاظ ہوں۔ تو اس کے بعد پھر یہ سوچا جا سکتا ہے کہ وہ واقعی اس سے استحقاق مجروح ہوتا ہے یا نہیں۔ اس کے متعلق کوئی اور دوسرا پوائنٹ آف ویو بھی ہو سکتا ہے لیکن یہ حسن اے شیخ صاحب کا پوائنٹ تھا اور میں بھی آپ سے یہی درخواست کرنے والا تھا کہ آپ اگر ان کے الفاظ یا جو کچھ وعدہ یا ایشورنس انہوں نے دی ہے اگر اس کو آپ کوٹ کر کے ثابت کر سکتے ہیں کہ اس کی وعدہ خلافی ہوئی ہے تو پھر آگے بحث کی ضرورت پڑے گی۔

قاضی حسین احمد : میں عرض کروں گا کہ میں نے جب یہ تحریک استحقاق پڑھ کر سنائی تو مجھے وزیر قانون صاحب نے یہ بتایا کہ ہم وہ تقریر دیکھیں گے اور متعلقہ جو چیزیں ہیں وہ یہاں پر پیش کریں گے اس کے بعد اس کا جواب دیں گے۔ میں نے دو تین دفعہ آدمی بھیجا سیکرٹریٹ کو کہ مجھے بھی وہ پرائم منسٹر کی تقریر کا ٹیکسٹ دے دیا جائے لیکن مجھے وہ ٹیکسٹ نہیں مل سکا ہے تو وہ وزیر قانون صاحب یا سیکرٹریٹ کے پاس وہ ٹیکسٹ ہو گا اگر مجھے دے دیا جائے تو میں یہاں پڑھ کر سنا دوں گا پوری تقریر سنا دیں کیونکہ اگر اس کا کوئی حصہ سنایا جائے گا

تو اس سے ساری بات واضح نہیں ہوگی ساری بات اس وقت واضح ہوگی جب وہ تقریر ساری سنادی جائے ۔

جناب چیئرمین : جناب اقبال احمد خان صاحب !

جناب اقبال احمد خان : جناب والا ! میری موجودگی میں یہ تحریک استحقاق تو پہلی دفعہ پیش ہوئی ہے انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے وعدہ کیا تھا کہ میں ان کو چیک کرکے کچھ عرض کروں گا اس لئے میں ریکارڈ کو خود تو چیک نہیں کر سکا اور جیسے آپ نے فرمایا درست طور پر کہ جب تک وہ ہم دیکھ نہ لیں کہ پرائم منسٹر صاحب نے یہاں ان کی تحریک استحقاق پر کیا سٹیٹمنٹ دیا تھا جناب اس میں کوئی گزارشات میں نہیں کر سکتا اگر آپ مجھے اجازت دیں تو اس کو next stage پر رکھ لیں سارا ریکارڈ دیکھ کر تو میں آپ کی خدمت میں اپنی گزارشات پیش کردوں گا ۔

جناب چیئرمین : ریکارڈ تو میرے پاس ہے ۔ ریکارڈ میں نے دیکھا بھی ہے اور میں آپ کو سنا بھی سکتا ہوں لیکن جو آپ کی درخواست ہے وہ جناب قاضی حسین احمد صاحب تک ہے اگر وہ کل تک ملتوی کرنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

قاضی حسین احمد : مجھے بھی اعتراض نہیں اور میری یہ درخواست ہوگی کہ مجھے بھی وہ دے دیا جائے ۔

معزز اراکین : نیکسٹ ورکنگ ڈے پر ۔

جناب چیئرمین : کل کا مطلب " انڈر جنرل کلاز ایکٹ " یہی ہوتا ہے کہ ورکنگ ڈے جب ہوتا ہے تو یہ نیکسٹ ورکنگ ڈے پر چھوڑتے ہیں ۔

جناب چیئرمین : مولانا کوثر نیازی، تحریک نمبر ۴ !

مولانا کوثر نیازی : جناب والا ! مغرب کی اذان ہو رہی ہے ۔

جناب چیئرمین : اس میں کچھ برکت نظر آتی ہے ۔ اس لئے اذان ہوگئی ہے ۔

مولانا کوثر نیازی : اللہ کرے، کوئی تو منظور ہو ۔

جناب چیئرمین : اب اجلاس کی کارروائی نماز مغرب کے لئے آدھا گھنٹہ تک ملتوی کی جاتی ہے اب ہم ٹھیک ۶ بجے دوبارہ ملیں گے ۔

(The House adjourned for Maghrib Prayers).

[The House re-assembled after Maghrib Prayers. Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan), in the Chair].

جناب چیئرمین: جناب مولانا کوثر نیازی صاحب اپنا پریولیج موشن move کریں۔

PRIVILEGE MOTION RE : FAILURE TO HOLD INQUIRY AGAINST SHALIMAR RECORDING CO., AS ASSURED BY THE MINISTER OF INFORMATION AND BROADCASTING

جناب مولانا کوثر نیازی: جناب والا! میری تحریک کا متن یہ ہے۔ میں نے اپنی تحریک التواء کے ذریعے جو آٹھ جولائی کے اجلاس میں پیش ہوئی تھی۔ پاکستان ٹائمز کے حوالے سے وزارت اطلاعات کے زیر اہتمام چلنے والی ایک ریکارڈنگ کمپنی کے بارے میں یہ معلومات پیش کی تھیں کہ وہ قرآن کریم کی ریکارڈنگ کے نام پر کیسٹ درآمد کرنے کے بعد اُن پر فلمی گانے ریکارڈ کرتی ہے۔ اس طرح ایک طرف حکومت کو ڈیوٹی کی مد میں بھاری نقصان پہنچ رہا ہے اور دوسری طرف سرکاری ریکارڈنگ کمپنی غیر قانونی کاروبار میں بھی ملوث ہو رہی ہے۔ عزت مآب وزیر اطلاعات نے ایوان میں وعدہ کیا تھا کہ اس معاملے کی انکوائری کرائیں گے اور ایوان میں رپورٹ پیش کریں گے۔ میں نے درخواست کی تھی کہ مضمون نگار کو بھی جو اس ریکارڈنگ کمپنی کے ڈائریکٹر ہیں انکی اپنی خواہش پر انکوائری میں طلب کریں۔ وزیر موصوف نے اس کا بھی وعدہ کیا تھا لیکن آج ساڑھے تین ماہ گزر جانے کے باوجود بھی ہنوز روز اول ہی کا معاملہ ہے۔

ابھی اس مضمون نگار کو بھی اس انکوائری میں نہیں بلایا گیا یہ صورت حال افسوسناک ہے اور اس سے ایوان کے وقار پر حرف آتا ہے۔ اس لئے میں تحریک کرتا ہوں کہ سینٹ کے استحقاق کی اس خلاف ورزی کو زیر بحث لایا جائے

جناب والا! معاملہ self explanatory ہے۔ میں کوئی اسکی تشریح نہیں کرنا چاہتا صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان میں وزیر صاحب جو بھی کوئی commitment کرتے ہیں اگر اسے honour نہیں کیا جاتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اسی ایوان کو بہت lightly لیتے ہیں۔ اور اسکو seriously نہیں لیتے یہ یقیناً اس باوقار ایوان کی عزت کے منافی ہے اور اس سے اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین: حکومت کی طرف سے کوئی وضاحت کرنا چاہے گا؟ جناب ڈاکٹر محبوب الحق صاحب!

Dr. Mahbubul Haq : May I make clarification on behalf of the Information Minister who is on his visit to Senegal to participate in a meeting of OIC. Information Ministers. Sir, I beg to oppose the motion because the facts as stated by the honourable Senator are not correct. To begin with, Sir, the Information Minister had not given any definite date for conducting or concluding the enquiry but despite that an enquiry was conducted. It was ordered by the Information Minister and it was taken up in August and concluded in early September, and I have a report of that enquiry. The findings of the enquiry were; First, that when exemption from import duty was given to Shalimar Recording Company, it was not made conditional that they must record specifically the Holy Quran or any other material. It was given to two Companies and it was given basically to ensure that some of the domestic programmes are recorded by them, but no particular condition was put on them.

Secondly, despite that, the allegation that the Indian songs were recorded by the Shalimar Recording Company is not correct according to this preliminary enquiry. No such recordings were made by the Shalimar Recording Company. Thirdly as to question, whether they squandered away the public money, the facts are that for the last two years they have shown profits of over Rupees one Crore a year. In 1982-83, 50% dividend was paid to the share holders and in 1983-84, 100% bonus shares were issued and, as such, there was no losses or squandering of the public money.

Sir, they have been issuing the domestic programmes and domestic recordings, not any imported Indian songs or recordings. Now, these are the findings of the preliminary enquiry. This was completed, Sir, in early September, but the Information Ministry was not satisfied with the enquiry. The reason was that the honourable Senator had proposed that Mr. Riaz Gul who had written the article in the "Pakistan Times" and who is on the Board of Director of Shalimar Recording Company should also be associated with the enquiry. At that time Mr. Riaz Gul was abroad, he was away from the country and since the Information Minister felt that we should go ahead, a preliminary enquiry was concluded. Then, recently, the Information Minister gave orders that Mr. Riaz Gul who has since returned to the country should be associated, so that there is a full fledged enquiry and

we can satisfy ourselves both to the satisfaction of the honourable Senator and to the satisfaction of the Senate that there is no such offence that has been committed even though, as said, technically, it was not even an offence because there was no conditional permission. This is preliminary stand, Sir, and the on going enquiry with which Mr. Riaz Gul is being associated and according to the information I have received, will be completed in the next couple of weeks and after which we will inform the honourable Senator as to what are the further findings of this enquiry. Thank you Sir.

جناب چیئرمین : یہ جو وزیر صاحب نے ارشاد فرمایا ہے اسکی روشنی میں آپ اپنے پریولج موشن پہ اصرار کریں گے ؟

مولانا کوثر نیازی : جناب والا ! میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ یہ جو انہوں نے صحیح کوشش کی ہے اس کا میں شکر گزار ہوں ۔ یہ کوشش ہوئی لیکن قواعد کے تحت مکمل انکوائری ہونے کے بعد مجھے اُمید ہے کہ وہ رپورٹ ایوان میں پیش کریں گے ۔

جناب چیئرمین : جناب ڈاکٹر محبوب الحق صاحب ۔

Dr. Mahbubul Haq : Technically, there is no such requirement that such a report should be presented to the Senate because this enquiry has not been conducted on behalf of the Senate. But in the spirit of amity, I think, what will I promise to the honourable Senator is that the findings of this enquiry and the report, we shall certainly like to place before him and discuss with him for any further action.

Mr. Chairman : I think that should satisfy him.

مولانا کوثر نیازی : جناب میری ذات کا مسئلہ تو نہیں ہے ۔ مسئلہ یہ ہے چونکہ ایوان میں یہ بات آئی ہے ۔ اچھا ہوگا کہ وہ ایوان کو اپنی findings سے آگاہ فرمائیں ۔

جناب چیئرمین : جہاں تک ایوان کا تعلق ہے ۔ میں عرض کردوں کہ وہی پوائنٹ جو حسن اے شیخ صاحب نے ایک earlier Privilege Motion کے سلسلے میں اٹھایا تھا کہ منسٹر صاحب نے assurance کیا دی تھی ۔ وہ ریکارڈ میں نے چیک کیا ہے اس میں انہوں نے کوئی time limit نہیں دیا بلکہ انہوں نے یہاں تک بھی نہیں کہا کہ یہ جو کمیٹی کی findings ہیں کہ وہ سینٹ کو رپورٹ کی جائیں گی ۔ میں نے اپنے

[Mr. Chairman]

windings up میں اُن سے درخواست کی تھی کہ امید ہے کہ جب آپ کی انکوائری complete ہو جائے تو ہاؤس کو بھی آپ findings communicate کر دیں گے

اس کا ہاں یا نہیں میں جواب تو naturally ہونا تھا جب چیئرمین کچھ بول پڑتا ہے

تو It is understood that it is accepted. تو حقیقت تو یہ ہے کہ جہاں تک

implied or expressive, there نہیں ہوتا deliberate willful attempt کوئی

is no defiance of the authority of the Senate.

تو وہ استحقاق کا سوال نہیں بنتا، میرے خیال میں یہ جو منسٹر صاحب فرماتے ہیں کہ وہ انکوائری سے آپ کو اور آپ کے ذریعے سے سینیٹ کو بھی آگاہ کریں گے۔ اس پر میرے خیال سے آپ کو satisfy ہو جانا چاہیئے۔

مولانا کوثر نیازی : مناسب ہے جی۔

جناب چیئرمین : صحیح ہے۔ نمبر ۹۔ جناب محمد طارق چوہدری صاحب۔

PRIVILEGE MOTION RE : SURVEILLANCE ON A SENATOR BY SPECIAL BRANCH (POLICE)

جناب محمد طارق چوہدری : میں وزیر داخلہ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ میری نقل و حرکت کی آزادی، رائے کے اظہار کی آزادی اور انفرادی آزادی کا حق مجروح کیا جا رہا ہے۔

واقعات یوں ہیں کہ میں نے جب ملتان میں پریس کانفرنس کی تو وہاں انٹیلی جینس (سپیشل برانچ) کے لوگ موجود تھے صوبائی اسمبلی میں جب میں جاتا ہوں تو اسی برانچ کے لوگ مشتبہ انداز میں میرا پیچھا کرتے نظر آتے ہیں۔

لاہور میں میری قیام گاہ کے اردگرد بھی ایسے ہی لوگ نظر آتے ہیں انتظامیہ کی اس حرکت کی بنا پر میری آزادی کا حق مجروح ہوا ہے۔ مجھے ملنے والے لوگ ہچکچانے لگے ہیں اور یوں میرے سماجی وقار کو دھچکا لگانے کی کوشش کی گئی ہے۔ میری نقل و حرکت۔ میرے سماجی وقار اور میری اظہار رائے کی آزادیاں سلب کرنے کے لئے ایک سازش کی گئی ہے میں مطالبہ کرتا ہوں کہ اس معاملے پر ایک کمیٹی تشکیل دی جائے اور میرے استحقاق کو مجروح ہونے کی بنا پر

اس کارروائی کو فوراً بند کیا جائے ۔ گورنمنٹ کے تنخواہ دار ملازموں نے یہ حرکت کی ہے انہیں سینٹ میں طلب کر کے جرح کی جائے اور مجرموں کو قرار واقعی سزا دی جائے ۔ میں سوال کرتا ہوں کہ کیا مہذب قوموں میں قوم کے نمائندوں سے یہ سلوک روا رکھا جاتا ہے جو یہاں پاکستان میں اسلامی نظام کے نعرے تلے روا رکھا جا رہا ہے ؟

جناب چیئرمین : اگر آپ کچھ اور بھی کہنا چاہتے ہیں تو فرمائیے ۔

جناب محمد طارق چوہدری : جی میں کہنا چاہ رہا ہوں ۔ جناب چیئرمین ہماری دیواروں کے پیچھے جو لوگ کان لگائے کھڑے ہیں ، ایک دن یہ ہو گا کہ ہم یہ دیواران کے اوپر الٹ دیں گے لیکن پھر یہ ہو گا : ع

مجھ پہ ہی دیوار آ گری

لیکن نہ کھل سکا پس دیوار کون تھا

لیکن اب میں یہ کھول دیتا ہوں کہ پس دیوار کون تھا ۔ وہ ہم لوگ ہی ہوں گے ۔ ہمیں نہیں پتہ کہ جو لوگ ہمارا پیچھا کرتے ہیں وہ ہمارے دوست ہیں یا ہمارے دشمن ہیں ۔ یہ کس نے ہمارے پیچھے لگائے ہیں ؟ کیوں ہمارے پیچھے لگائے ہیں ؟ تو ایسی صورت میں ہم یہ حق رکھتے ہیں کہ ان لوگوں کا محاسبہ کریں ۔

جناب چیئرمین : میں آپ کی قطع کلامی نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن جب سے دنیا بنی ہے اس کے ساتھ یہ بھی کہتے ہیں " دیوار ہم گوش دارد " تو دیوار کے ساتھ تو گوش لگے ہوتے ہیں ہمیشہ ۔

جناب محمد طارق چوہدری : شکریہ ۔ لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ جو سدھائے ہوئے جنرل ہیں ۔ جنرل تسپیرڈ ، ان کو سمگلنگ پر لگا دیا جائے ، ان کو ، ڈھوک کھبہ ، آزاد کشمیر بہاول پور ، جھنگ میں جو قتل و غارت ہوتی ہے ، معصوموں کا خون بہتا ہے ۔ ان کی نگرانی پر لگایا جائے ۔ کیا یہاں سب سے بڑا تخریب کار طارق چوہدری ہی ان کو نظر آتا ہے ؟ دوسری گذارش یہ ہے کہ اس ملک میں ہمیں یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ حکومت کون کر رہا ہے ۔ یہاں دس حکومتیں ہیں ۔ دس اس طرح کہ ہر صوبے میں دو حکومتیں ہیں ۔ ایک سویلین اور ایک مارشل لاء کی ۔ اسی طرح سینٹر میں دو حکومتیں ہیں ایک سویلین اور ایک مارشل لاء کی ۔ دس حکومتوں کے جبر تلے ہم بیٹھے ہوئے ہیں ہمیں یہ بھی پتہ نہیں چلتا ہے کہ یہ سب کچھ کون کر رہا ہے اور کس کی ایماء پر کر رہا ہے ؟ کبھی کبھی تھوڑی بات کھلتی ہے وہ اس طرح کے فیصل آباد میں سے

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhary.]

پریذیڈنٹ صاحب کی موجودگی میں ڈاکٹر شفیق نے کوئی بات کی تھی تب گورنر صاحب نے اسی وقت اس کی فائل نکال کر دوسرے صاحب کو دکھانی شروع کر دی تھی۔ تو میرا یہ خیال ہے کہ یہ لوگ جو انٹیلی جنس کے ہوتے ہیں انہیں یہ نہیں پتہ چلتا کہ ۵ جولائی کو مارشل لاء لگنے والا ہے۔ جب انڈیا ہم پر حملہ کرتا ہے تو انہیں یہ نہیں پتہ ہوتا کہ لاہور پر حملہ ہونے والا ہے اور جب مشرقی پاکستان جا رہا ہوتا ہے تو انہیں پتہ نہیں چلتا۔ لیکن یہ ہمارے پیچھے لگے رہتے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جناب آیا یہ بھٹو دور کی طرح پھر سے فائلیں تیار ہونا شروع ہو گئی ہیں؟ کیا کسی کو پھر کسی کا امتحان مقصود ہے۔ اگر یہی بات ہے تو پھر ہم اس امتحان میں پورے اتریں گے۔ اور آخر میں میری ان لوگوں سے یہ گزارش ہے۔ جو یہ سب کچھ کر رہے ہیں کہ:

؎ دور حیات، دور فلک، دور کائنات، سب کچھ تمہارے ہاتھ ہے کچھ رحم کیجئے
خدارا رحم کیجئے اور اب یہاں سے رخصت ہو جیئے۔ ہمارے پیچھے پیچھے چلنے سے کچھ نہیں ہوگا۔ یہی کچھ میں کہنا چاہ رہا تھا۔

<u>جناب چیئرمین</u>: جناب وزیر داخلہ صاحب۔

<u>جناب محمد اسلم خان خٹک</u>: جناب والا! میں آنریبل ممبر کے جذبات کی پوری قدر کرتا ہوں، اور اگر واقعی ایسا عمل ان کے ساتھ ہو رہا ہے تو نہایت ہی افسوسناک ہے۔ لیکن میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ جہاں تک وزارت داخلہ کا تعلق ہے وہ قطعاً اس سے مبرا ہے۔ ہم نے اس قسم کے کسی انسٹی ٹیوشن یا آرگنائزیشن کو نہیں کہا کہ وہ آنریبل ممبر کے پیچھے پھرے یا ان کی حرکات و سکنات کی ہمیں رپورٹ کرے۔ البتہ جس وقت ہمیں معزز ممبر صاحب سے شکائیت موصول ہوئی تو ہم نے فوراً پنجاب گورنمنٹ سے رابطہ کیا جس نے ہمیں یہ اطلاع دی۔

They have categorically denied that any surveillance on Mr. Tariq Choudhary is being conducted by their Branches-Special Branch or anyother Branch.

جناب والا! میرے پاس اس کے سوائے کوئی دوسرا لائحہ عمل نہیں کہ پنجاب گورنمنٹ نے قطعاً اس کی تردید کر دی ہے۔ اور جہاں تک وزارت داخلہ کا تعلق ہے تو میں assurance دیتا ہوں۔

As far as the Interior Ministry is concerned, I give assurance on its behalf.

کہ ہماری طرف سے کوئی بھی اس قسم کی حرکت نہیں ہوئی۔

جناب محمد طارق چوہدری : پوائنٹ آف آرڈر !

جناب چیئرمین : جی کیا ہے آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ؟

جناب محمد طارق چوہدری : یہاں گورنمنٹ سے کون سی حکومت مراد ہے؟ مارشل لاء کی حکومت یا سویلین حکومت ؟

جناب محمد اسلم خان خٹک : جناب والا ! میرے خیال میں اس وقت پرائم منسٹر جونیجو کی حکومت ہے۔ جس کے ساتھ دونوں وابستہ ہیں۔

ایک معزز رکن : پوائنٹ آف آرڈر !

جناب چیئرمین : جی فرمایئے ؟

ایک معزز رکن : جناب والا! میری گزارش ہے کہ جب تک ۳۱ دسمبر آئے ہم اراکین کو آرمی کی جعلی وردیاں پہننے کی اجازت دے دیں تاکہ ان شکایتوں میں کمی آ جائے۔

جناب چیئرمین : یہ جو وزیر داخلہ صاحب نے ارشاد فرمایا ہے اس کی روشنی میں آپ اس پر اصرار کریں گے ؟

جناب محمد طارق چوہدری : جی بالکل میں اصرار کروں گا کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ میں مزید ثبوت فراہم کر سکوں۔ اور ان کے سامنے یہ بات آ جائے کہ یہ کون لوگ تھے اور یہ کیوں ایسا کر رہے ہیں۔ انہوں نے اسمبلیوں تک کو معاف نہیں کیا۔ میں پنجاب اسمبلی گیا تھا وہاں پر میں ایک منسٹر کے کمرے میں داخل ہوا تو وہاں یہ لوگ آئے اور انہوں نے کہا کہ جناب ہم آپ سے بات کرنا چاہ رہے تھے لیکن وہاں کیوں کہ کچھ ایسے لوگ کھڑے تھے اس لئے ہم وہاں آپ کو نہیں ملے یعنی وہاں تک بھی یہ لوگ پہنچے ہوئے ہیں آپ کہتے ہیں کہ اس کو پریس نہ کریں اور یہ بات درست نہیں ہے کہ پنجاب گورنمنٹ نے ان کو جو اطلاع دی ہے وہ درست ہو گی۔

جناب چیئرمین : میں نے یہ نہیں کہا کہ آپ پریس نہ کریں۔ آپ ضرور پریس کریں لیکن اس صورت میں مجھے رولنگ دینی ہو گی۔

جناب محمد اسلم خان خٹک : جناب والا ! میں نے آنریبل ممبر کے احترام میں یہ رپورٹ

[Mr. Muhammad Aslam Khan Khattak.]

پنجاب گورنمنٹ سے منگوائی ہے۔ دراصل یہ صوبائی معاملہ ہے اور مرکزی حکومت کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہ معاملہ صوبائی ہے یا مرکزی۔ اگر ایک ممبر کا حق واقعی مجروح ہو رہا ہے تو خواہ یہ صوبے نے کیا ہے مرکز نے کیا یا کسی اور نے کیا ہے تو ممبر کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ استحقاق اٹھائے اور ہاؤس کو بھی یہ حق پہنچتا ہے۔ لیکن فیصلہ ہم نے یہ کرنا ہے کہ یہ واقعی استحقاق کے دائرے میں آتا ہے یا نہیں۔ اس موقع پر میں سمجھتا ہوں کہ پارلیمنٹری پریولجز کی توضیح کر دوں کہ یہ کیا ہوتی ہیں۔ اس کی روشنی میں فیصلہ کیا جائے گا کہ یہ استحقاق کا مجروح ہونا بنتا ہے یا نہیں۔

Parliamentary privileges. The object of the Parlaiamentary privileges is to safeguard the freedom, authority and dignity of the Parliament, and they are considered necessary for the proper exercise of the functions entrusted to the Parliament. However, and this is important to remember, the privileges are not meant to place the Members of Parliament on a footing different to that an ordinary sitizen in the matter of application of law and unless and this again is important, there are good and sufficient reasons in the interest of functioning of the Parliament itself or the vindication of its authority to do so , the fundamental principle is, and this is really the matured of all the type which have been able to retread on the subject of privileges,not only rare in India, in the United Kingdom, and many other Parliaments, the fundamental principles is that all citizens including the Members of Parliament are to be treated equally, and the list specified in the Constitution or any valid law or any such Parliament traditions which, by the constant usage and adherence has assumed the force of law, a Member of Parliament cannot claim any privilege higher than that enjoyed by an ordinary citizen.

In this case, the honourable Member has said that he is being shadowed. It has not been alleged that he has been harrassed physically. It has not been allegd that this shadowing has, in any way, interfered with the discharge of his function as a Senator, as a Member of this House, and if that is the position, I am afraid, our sympathies are for everybody if the citizen is entitled to his freedom, the freedom

of movement, the freedom of speech, but to convert this and to make it into a Parliamentary privilege, you have to prove that you have been harrassed and this showing has been coming in the way of the efficient discharge of your duty as a Member of this honourable and august House. That being not the case, I am afraid, it will have to be ruled out of order.

Thank you. Next Qazi Abdul Latif and Maulana Sami-ul-Haq.

PRIVILEGE MOTION RE : FAILURE OF THE GOVERNMENT IN MOVING SHARIA BILL OR REPORT OF THE STANDING COMMITTEE IN THE HOUSE

مولانا سمیع الحق : بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب چیئرمین صاحب! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ حسب ذیل مسئلہ کو جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے زیر غور لایا جائے سینٹ میں میرا اور قاضی عبداللطیف صاحب کا پیش کردہ شریعت بل قواعد کے مطابق سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کرنا چاہیئے تھا قواعد ضابطہ کار سینٹ کے قاعدہ ۱۶۴ کے تحت کمیٹی کو اس بارے میں تیس دن کے اندر اپنی رپورٹ ایوان میں پیش کرنی چاہیئے تھی اب جبکہ ایسا نہ ہو سکا تو قواعد ضابطہ کار کے قاعدہ ۸۳ کے تحت حکومت نے اس بل کو خود ایوان میں پیش کرنا تھا جبکہ تقریباً تین ماہ کا عرصہ گزرنے کے باوجود نہ تو رپورٹ آئی اور نہ حکومت نے اسے پیش کیا۔ اس طرح قاعدہ ۱۶۴ اور قاعدہ ۸۳ دونوں کی صریح خلاف ورزی سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا از راہ کرم اس مسئلہ کو زیر غور لایا جائے۔

جناب چیئرمین : کچھ اور ارشاد فرمائیں گے ؟

مولانا سمیع الحق : تو جناب والا! کچھ مدعا تو میں ذکر کر چکا ہوں پرسوں جب آپ یہاں تشریف نہیں رکھتے تھے تو اس مسئلے کو میں نے پوائنٹ آف آرڈر کی شکل میں اٹھایا تھا اور میں نے وہ تمام قواعد بھی سنائے تھے کہ اس مرحلہ پر ایک تو پورے ایوان کا استحقاق مجروح کیا گیا اور دوسرا یہ کہ ان دو قواعد کی وجہ سے اس مرحلہ پر ہم اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کر ہی نہیں سکتے تو مجھے یہی کہا گیا کہ انشاءاللہ جب پرائیویٹ ڈے آئے گا تو اس پر گفتگو ہو گی ۔ جناب اقبال احمد خان صاحب نے بھی کہا تھا، اس معاملے میں آپ ان دونوں قواعد کو دیکھ لیجیے میں کہتا ہوں کہ اس سے زیادہ صریحاً کوئی خلاف ورزی ان قواعد کی نہیں ہو سکتی اور مسئلہ بھی ایسا ہے جو کہ بہت احساس اور نازک ہے اس شریعت

[Maulana Sami-ul-Haq.]

بل پر پورے ملک کی نگاہیں لگی ہوئی ہیں۔ میرے خیال میں اس پورے پارلیمنٹ نے اگر کوئی کام کیا ہے تو ایوان بالا کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے پورے اتفاق سے اور پورے ایمانی جذبے سے اس رپورٹ کے حق میں سائن دی تھی اور اس کو admit کیا تھا تو اس کے بارے میں اتنی بے اعتنائی پورے مسلمانوں کے جذبات کے ساتھ کھیلنا ہے۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔ جناب اقبال احمد خان صاحب۔

جناب اقبال احمد خان : جناب عالی! سب سے پہلی گزارش یہ ہے کہ معزز سینیٹر نے ارشاد فرمایا ہے کہ حکومت کو خود یہ بل پیش کرنا چاہیے تھا رول ۸۳ کے تحت۔ یہ درست نہیں ہے کیونکہ یہ پرائیویٹ ممبرز کا بل ہے جو گورنمنٹ کی طرف سے 'move' نہیں کیا جاتا رول ۸۳، اگر مجھے اجازت ہو تو میں آپ کی خدمت میں پڑھ کر پیش کر دوں کہ

"83 (1)—When a Bill has been received back from the Standing Committee, or when the time fixed for the Standing Committee to send it back has expired, the Secretary shall cause copies of the Bill as introduced, together with modifications, if any, recommended by the Standing Committee to be supplied to each Member within seven days after the receipt back or, as the case may be, expiry of the time and shall set down the Bill on the Orders of the Day for a day meant for Government business or on a day meant for private member' business according as the Bill is a Government Bill or a private member's Bill, for a motion under Rule 84."

پہلی گزارش جناب یہ ہے کہ یہ پرائیویٹ ممبرز کا بل تھا گورنمنٹ کی یہ ذمہ داری نہیں تھی کہ وہ اس ٹائم کے گزرنے کے بعد بل کو اس ایوان کے اندر پیش کر دے دوسری بات کہ ٹائم گزرنے کے سات دن کے اندر اندر رول کے مطابق بل پیش کیا جانا تھا لیکن سینٹ کا اجلاس اب پہلی دفعہ ہو رہا ہے اور ظاہر ہے کہ جب سینٹ کا اجلاس ہو گا تو اسی وقت یہ بل پیش کیا جا سکے گا یا اس بل کے متعلق کمیٹی کی رپورٹ پیش کی جا سکتی ہے تو آج جناب آرڈر آف دی ڈے ملاحظہ فرمائیں گے تو اس کے اندر یہ بل جس سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا گیا تھا اس میں واضح طور پر آرڈر آف دی ڈے میں پہلی آئٹم ہی اس بل کے متعلق ہے جس میں جو ٹائم گزرا اس کی ایکسٹینشن کے لئے ٹائم مانگا گیا ہے اور کمیٹی نے

اپنی انٹیرم رپورٹ رولز کے مطابق اس معزز ایوان میں پیش کر دی ہے اور کمیٹی نے مزید اس پر یہ گذارش کی ہے کہ انہیں اس پر اپنی کارروائی مکمل کرنے کے لئے نوے دن کی مزید میعاد دی جائے اور آرڈر آف دی ڈے کے آئیٹم نمبر ۲، ۳ اور ۴ اس کے متعلق ہے تو اس لئے معزز سینیٹر کا یہ کہنا کہ اس پر توجہ نہیں دی گئی شاید مناسب نہیں ہے اور جہاں تک کمیٹی کی delayed meeting کا تعلق ہے وہ پہلے ہی شروع میں جب ایک پوائنٹ آف آرڈر پر میں نے گذارش کر دی تھی اور آپ نے اس پر ایک فیصلہ صادر فرما دیا تھا کہ کمیٹیز کی میٹنگ اس وجہ سے نہ ہو سکیں اور اب چونکہ اس کمیٹی کے چیئرمین کا بھی انتخاب ہو گیا ہے اور انہوں نے اس بل پر کنسیڈریشن بھی شروع کر دی ہے اور باقی کمیٹیز کے چیئرمین بھی بن جائیں گے اس لئے اس میں استحقاق کی کوئی بات نہیں ہے قواعد کے مطابق آج کے آرڈر آف دی ڈے میں یہ شامل ہے اس لئے ان کی یہ موشن inadmissible ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین : جناب مولانا صاحب۔

مولانا سمیع الحق : جناب والا! ہمارے محترم وزیر صاحب نے قاعدہ ۸۳ کا حوالہ دیا ہے اس میں لکھا ہے کہ وقت ختم ہو جانے کے بعد سات دن کے اندر اندر ہر رکن کو نقول مہیا کرائے گا۔ یہاں تو وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں ایکسٹینشن دے دیں نوے دن کی وہاں قاعدہ یہ ہے کہ سات دن کے اندر اندر ہر رکن کو وہ خود بخود نقول مہیا کرائے گا اور اس پر آگے کارروائی ہوگی۔ اب یہ ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹی بن گئی ہے اس دن جب میں نے مسئلہ اٹھایا تھا انہوں نے راتوں رات یہ کیا۔ اور اس کے بارے میں میں تحریک استحقاق پیش کروں گا آپ کی خدمت میں کیونکہ آپ ہمارے حقوق کے محافظ ہیں کہ جمعرات کے دن چار بجے انہوں نے میٹنگ بلائی اور میرا خیال ہے کہ قواعد کے مطابق یا روایات کے مطابق چونکہ میں اس بل کا محرک ہوں تو مجھے بھی اس سٹینڈنگ کمیٹی میں بلانا چاہیے تھا میرا خیال یہ ہے انہوں نے باقاعدہ جو لیٹر شائع کیا ہے اس میں مجھے اطلاع تک نہیں دی ہے کم از کم میری موجودگی وہاں پر ضروری تھی کہ میں اپنے بل کا تحفظ کر سکوں اس کی تشریح کر سکوں توضیح کر سکوں آپ نے فرمایا بھی تھا کہ جو mover ہوتا ہے وہ قواعد کے مطابق کمیٹی کا ممبر ہوتا ہے۔ تو بہرحال اب یہ کہ اب کمیٹی بنے گی اور چیئرمین منتخب ہوگا تو میرا

[Maulana Sami-ul-Haq.]

معاملہ تو وہی ہے کہ اتنا التوا پہلے ہوا ہے جو قواعد و ضوابط کے تقاضوں کو پورا نہیں کر رہا ہے اس لیئے اب اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کرنا تو قواعد کے خلاف ہے۔

جناب چیئرمین: جہاں تک سٹینڈنگ کمیٹی کو حوالے کرنے کا تعلق ہے۔ اس پر آپ کچھ کہنا پسند فرمائیں گے؟

جناب حسن اے شیخ: سر! ہم لوگوں نے دریافت کیا تھا کیٹی میٹنگ میں اور معلوم یہ ہوا تھا کہ مولانا صاحب کو نوٹس گیا تھا سیکریٹیریٹ نے اطلاع دی تھی۔

مولانا سمیع الحق: مجھے آپ ثبوت دے دیجئے۔

جناب حسن اے شیخ: مجھے نہیں معلوم۔ وہ اطلاع سیکریٹیریٹ نے آپ کو دی تھی۔

مولانا سمیع الحق: وہ آپ کے پاس ٹائپڈ ہے اس میں میرا نام دیکھ لیں۔

جناب چیئرمین: یہ جو میرے پاس ہے پتہ نہیں آپ کو جمعرات پر اعتراض ہے یا کہ آپ کو بلایا نہیں گیا اس پر اعتراض ہے۔

مولانا سمیع الحق: مجھے بلایا ہی نہیں گیا جی۔ قاضی عبداللطیف صاحب گواہ ہیں۔

جناب چیئرمین: میں عرض کر رہا ہوں کہ کیا جمعرات پر اعتراض ہے؟

مولانا سمیع الحق: جمعرات تو مولویوں کی خوشیوں کا خاص دن ہوتا ہے آپ نے ہماری جمعرات کی خوشیاں بھی خراب کر دیں۔

جناب چیئرمین: میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ اقبال احمد خان صاحب کے خدانخواستہ ارادے خراب نہ ہوں وہ کہتے ہیں ناں کہ:

ہر گناہ کہ خواہی در شب آدینہ کن
تاکہ در صدر نشینان جہنم باشی

جہاں تک نوٹس کا تعلق ہے یہ میرے پاس ہے ۲۲ اکتوبر کا اور اس کا نمبر ہے ایف ار (م) ر ۸۵ سی او ایم اس میں پندرہ ممبروں کو اطلاع دی گئی ہے منسٹر آف جسٹس کا نمبر لکھا ہوا ہے ایکس آفیشو ممبر ۱۱ ے کاپی فارورڈ ٹو مولانا سمیع الحق کو mover of the bill بل در اصل موو کیا تھا قاضی عبداللطیف صاحب نے آپ اس کے co-mover تھے اور آج میرے خیال میں کاپی بھی ابھی سائیکلوسٹائیلڈ ہو کر نہیں آئی یہ پرانا ہے۔

مولانا سمیع الحق: گورنمنٹ ہاسٹل میں reception پر

قاضی عبداللطیف صاحب میرے ساتھ تھے تو انہوں نے کہا کہ میں تو میٹنگ میں جا رہا ہوں ۔

جناب چیئرمین : قاضی عبداللطیف صاحب آئے تھے ۔

مولانا سمیع الحق : میں نے ان سے کہا پوچھ لیں کہ مجھے کیوں نہیں بلایا گیا مجھے اطلاع نہیں دی گئی ۔ یہ ہمارے اقبال احمد خان صاحب کی میرے ساتھ ذرا زیادہ محبت ہے ۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں آپ کا فرمانا صحیح ہے استحقاق آپ سب کا حق ہے اور یہ میری ذمہ داری ہوتی ہے کہ آپ کے استحقاق کو مجروح ہونے نہ دوں اس کا تحفظ کروں لیکن پہلے آپ کو یہ تسلی کرانی ہوگی کہ واقعی اس سے استحقاق مجروح ہوتا ہے میری نظر میں استحقاق تبھی مجروح ہوتا ہے اگر جیسے میں نے پہلے کہا

A deliberate and willful attempt implied or explicit is done in order to flout the authority of the Senate.

یہ کیا جائے ۔

جناب شاد محمد خان : پوائنٹ آف آرڈر ، سر !

جناب چیئرمین : مجھے شاد محمد خان صاحب کے

جناب شاد محمد خان : اہم حقہ یہ ہے جناب کہ یہ جو بات ہوئی ہے .... (مداخلت)

جناب چیئرمین : پہلے مجھے مکمل کرنے دیں پھر آپ پوائنٹ آف آرڈر ریز کر سکتے ہیں ۔ جہاں تک اس کا تعلق ہے آپ نے تیس دن کا بھی فرمایا تو تیس دن کا بھی جہاں تک لمٹیشن سمجھے یا کاؤنٹ ڈاؤن سمجھے اس کا بھی آپ لحاظ رکھیں آپ کا بل انٹروڈیوس ہوا ، ۱۳ جولائی کو ۱۳ جولائی سے ۲۲ اگست تک کمیٹیاں ہی نہیں تھیں حالانکہ رولز یہ ہیں کہ جو بل انٹروڈیوس ہو جائے آٹومیٹکل سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس جاتا ہے لیکن سٹینڈنگ کمیٹی exist نہیں کر رہی تھی

and you cannot refer anything to something which does not exist.

آپ کا جو کاؤنٹ ڈاؤن شروع ہوتا ہے وہ ۲۲ اگست سے شروع ہوتا ہے ، ۲۲ اگست کے بعد پھر کمیٹی بنی اس کے بعد اس کی میٹنگ اس لئے نہیں ہوئی جیسا کہ پہلے ہم ڈسکس کر چکے ہیں کہ اس کا چیئرمین وغیرہ elect نہیں ہوا تھا ۔ لیکن اس سب کچھ کے باوجود اگر آپ رول ۱۶۴ کو پڑھیں اور قواعد ۸۳ اور ۱۶۴ اکٹھے پڑھنے چاہیں ۔ قاعدہ ۱۶۴ میں لکھا ہوا ہے ۔

[Mr. Chairman.]

"Where the Senate has not fixed any time for the presentation of a report, the report of a Committee shall be presented within thirty days from the date on which reference was made to it by the Senate."

اب یہاں پر "ڈ کا ما" وغیرہ بھی کچھ نہیں ہے۔

"It is a continuing sentence, unless the Senate, on a motion being made, directs that the time for presentation of the report be extended to a date specified in the motion." That is one.

یہ پڑھ کر پھر آپ قاعدہ ۸۳ پر آئیں کہ اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے وہ بھی یوں ہے ۔

"The time has expired if it is, the Secretary shall cause copies of the Bill as introduced, together with modifications, if any, recommended by the Standing Committee, to be supplied to each Member within seven days after the receipt back."

وہ تو چونکہ سٹینڈنگ کمیٹی نہ تھی ، اور نہ ہی اس نے میٹ کیا تھا تو اسلئے

or as the case may be, expiry of time کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا receipt back

۱۶۴ کے تحت آپ یہ سمجھ سکتے ہیں کہ ۳۰ دن گزر گئے لیکن ۳۰ دن

from the day of setting up of the Committee.

نہیں بلکہ

from the day when the Committee became operational.

اور اس کا چیئرمین الیکٹ ہو جائے اس کا نتیجہ بھی یہ ہے ۔

"After the receipt back or, as the case may be, expiry of time and shall set down the Bill on the Orders of the Day for a day, in the case of private members, meant for private members' business."

جس دن سے یہ کمیٹی بنی ہے ، جس دن سے آپ نے بل انٹروڈیوس کیا ہے یہ پہلا پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے جو کہ سینٹ میں آ رہا ہے اور اس سے پہلے پرائیویٹ ممبرز ڈے کے دن یہ کمیٹی کی رپورٹ اور کمیٹی کی موشن اس کے مطابق موو ہوئے ہیں ۔ میرے خیال میں ، حکومت کی رائے یا اقبال احمد خان صاحب کی ذاتی رائے یہ تھی کہ آپ کو بائی پاس کیا جائے ، آپ کے wilful flouting ہو یا آپ کے استحقاق

کو واقعی انہوں نے مجبور درج کرنا تھا تو یہ جو دو تین موشن تھے پہلے ہی دن اجب پرائیویٹ ممبرز ڈے کے بزنس کے لئے اس کو مخصوص کیا گیا تو اس کو نہ لاتے۔ اس لئے میری درخواست آپ سے یہ ہوگی کہ یہ پریولیج بنتا نہیں ہے اور آپ اس پر اصرار نہ کریں۔

مولانا سمیع الحق: جناب چیئرمین! میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ میرا ذاتی پرویلیج تو نہیں ہے بلکہ پورے ہاؤس کا پرویلیج ہے اسکے بارے میں پورے ایوان نے رولنگ دی تھی میں تو پورے ہاؤس کی ترجمانی کر رہا ہوں۔ جس طرح آپ نے فرمایا کہ آج پہلا پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے تو اس سلسلے میں میں عرض کرتا ہوں۔ اس میں دو باتیں لکھی ہیں کہ قاعدہ ۸۲ کے تحت کسی تحریک کو کسی ایسے دن کے نظام کار میں درج کیا جائے گا جو سرکاری کام کے لئے مخصوص ہو، یہ بھی اس میں تھا یا کسی ایسے ۔ ۔ ۔ ۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین: وہ سرکاری بل سے متعلق ہے، پرائیویٹ بل کے لئے یہی رولز ہے جو میں نے آپ کو سنایا ہے۔

مولانا سمیع الحق: جناب والا! یہ مسئلہ ایسا تھا کہ اس میں سرکاری اور دیگر ممبران سب متفق تھے۔

جناب چیئرمین: اب رولز ایسے ہیں تو اس کا کیا علاج ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جناب خورشید صاحب، پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔ جناب خورشید صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! یہ بات تو بہر حال قابل لحاظ ہے کہ ہم نے نئے دور کا آغاز کیا ہے اور یہ ادارے ابھی بن رہے ہیں لیکن اس کے ساتھ یہ بھی نہایت ہی ضروری ہے کہ ہم قواعد کو صحیح صحیح interpret کریں۔ اگر آپ قاعدہ ۳۸ کو ایک بار ملاحظہ فرمائیں تو یہ محسوس کریں گے کہ اس میں دو چیزیں ہیں پہلی چیز تو یہ ہے کہ کم از کم سٹینڈنگ کمیٹی کے بن جانے کے بعد میرے خیال میں یہ ایک strenuous تعریف ہوگی کہ سٹینڈنگ کمیٹی، چیئرمین کے الیکشن کے بعد وجود میں آتی ہے کیونکہ وہ constitute کر دی گئی ہے۔

جناب چیئرمین: سٹینڈنگ کمیٹی وجود میں آ گئی ہے، اس کو operational کرنے کے لئے اس کا الیکشن ضروری تھا۔

پروفیسر خورشید احمد: اگر operational نہیں کیا گیا تو اس میں کس کی غلطی ہے؟

جناب چیئرمین: پہلے اسکو operational کرنے کے لئے .... (مداخلت)

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! پہلے میری بات سن لیجئے۔ اگر غلطی کی وجہ سے ہاؤس کا کوئی کام متاثر ہوا ہو تو پریولیج کا مجروح ہونا، اسی بات کا نام ہے۔ اگر ایک کمیٹی قائم ہوگئی ہے لیکن وہ صحیح وقت پر operational نہیں ہوئی تو یہ غلطی ہے لیکن کس کی غلطی ہے۔ یہ وزارت قانون کی غلطی ہے یا سینٹ کے سٹاف کی غلطی ہے۔ لیکن اس سے بہرحال سینٹ کے اراکین کا استحقاق مجروح ہوتا ہے جس کی بنا پر کوئی کام جو کہ ایک وقت مقررہ پر ہونا چاہیے تھا، نہیں ہو سکا۔

جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ اسی قاعدہ میں یہ بات بھی کہی گئی ہے " یا سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ آئے، وقت گزر جائے اور وقت گزر جائے" کے بعد دو چیزوں کا مطالبہ ہے۔ پہلا مطالبہ تو یہ ہے کہ اس قانون، یا بل کی کاپیاں تمام اراکین سینٹ کو سات دن کے اندر اندر فراہم کر دی جائیں۔ اس میں یہ کہیں نہیں کہا گیا کہ سینٹ کا اجلاس ہو اور اس عرصہ میں یہ کاپیاں دیں بلکہ صرف یہ کہا گیا ہے کہ ان کو فراہم کی جائیں۔ اس کا دوسرا مطالبہ یہ ہے کہ پھر پرائیویٹ ممبرز ڈے کا جو پہلا موقع آئے اس کو آرڈر آف دی ڈے میں شامل کیا جائے، دوسرا کام تو آپ نے کر لیا ہے لیکن پہلا کام آپ نے نہیں کیا ہے۔ اس طرح دو چیزوں سے استحقاق مجروح ہوا ہے جس کا ہمیں اعتراف کرنا چاہیئے اور اس کی اصلاح کرنی چاہیئے۔

جناب چیئرمین: جناب اقبال احمد صاحب۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: رولز اور ریگولیشن اس لیئے ہوتے ہیں کہ ایوان کا کام صحیح طریقے سے چلے۔ اس بات میں ان کی دلچسپی نہیں کہ رولز کی انٹرپریٹیشن کون غلط کرتا ہے اور کون صحیح کرتا ہے، ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ جس مقصد کے لیئے یہ ملک بنا ہے جس نام پر یہ ملک قائم ہوا ہے، وہ پورا ہو۔ یوم آخرت کو جب اللہ تعالیٰ عدالت لگائے گا اور جب ہم سے پوچھے گا کہ جب میں نے تم کو ایک ملک اسلام کے نام پر دیا تھا اور جب تمہارا صدر اسلام کے نام پر منتخب ہوا

تو تم نے اسلام کیوں نہ نافذ کیا۔ ہم اس وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے رولز کا تحفظ تو نہیں لے سکتے کہ ہم وہاں یہ کہیں کہ ہمیں اسلام نافذ کرنے کی رولز نے اجازت نہیں دی۔

جناب چیئرمین : نوابزادہ صاحب، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ رولز کو بالکل ignore کیا جائے۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی : جی جناب، بالکل ignore کیا جائے اس لیے کہ آخرت میں ہم نے اس کا جواب دینا ہے اور آپ نے بھی اس بات کا جواب دینا ہے۔

جناب چیئرمین : جہاں تک میرا تعلق ہے، میں ان رولز کا پابند ہوں، آپ لوگوں نے حلف اٹھایا ہوا ہے کہ اس ہاؤس کی کارروائی انہیں رولز کے مطابق جاری رہے گی۔ اگر ہاؤس کا ارادہ ہے کہ سب رولز معطل کیے جائیں تو جیسے میں نے پہلے کہا، چشم ما روشن، دل ما شاد۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی : جناب والا! ہم پر فرض ہے کہ ہم ان تمام رولز کو جو اسلام کے راستے میں رکاوٹ ہیں ان کو ختم کر دیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تو اس وقت انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ اس وقت زبردست طاقت روس ہے یا ایران ہے انہوں نے تو کسی قسم کے رولز کا خیال نہیں کیا۔ ان پر کوئی رولز حاوی نہیں تھے اسلام کے راستے میں کوئی رولز مانع نہیں ہیں .....

جناب چیئرمین : میرے خیال میں یہ صحیح نہیں ہے، آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں عرض کرتا ہوں کہ شریعت میں بھی آپ رولز کے پابند ہیں۔ رولز کے بغیر کوئی کام بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ اپنے نظام نماز، زکوٰۃ اور روزہ کو دیکھیں۔ یہ رولز کے تحت ہیں۔ آپ بغیر وضو کے مسجد میں نماز کے لیے جائیں تو کیا آپ کی نماز ہو سکتی ہے یہی رولز ہے۔ اب امام، امامت کے فرائض انجام دے رہا ہے تو پھر سب نے قرات نہیں کرنی ہے، یہی رولز ہیں۔ اور یہ رولز بھی آپ نے خود ہی بنائے ہیں اور آپ ان کے پابند ہیں۔

اور جو پروفیسر خورشید صاحب نے پوائنٹ اٹھایا ہے جہاں this is not the point

[Mr. Chairman.]

تک اس کا تعلق ہے ۔ ہم نے پہلے اس پر بحث کی کہ چونکہ ایک doubt تھا کہ کسے میٹنگ کال کرنی ہے اور کسے نہیں کرنی ہے ۔ جہاں تک سیکرٹریٹ کا تعلق ہے please understand, the Secretariat is not something distinct and apart from House itself, it is a part of this very House.

جہاں تک سیکرٹریٹ کا تعلق ہے جہاں تک سیکرٹریٹ کی صوابدید پر تھا they issued punctually and duly notices for calling up the meeting.

اس کی کچھ اور وجوہات ہوں گی کہ میٹنگ نہ ہو سکی لیکن اس میں دوبارہ عرض ہے کہ deliberately flouting کا کوئی عنصر نہیں تھا اور جو کچھ بھی ہو سکتا تھا ۔

This could be done only on the first day of the private members' day fixed for private members business and today is the first day.

اب اس میں وہ بل آنا چاہیے تھا یا یہ موشنز آنی چاہییں تھیں ۔ آرڈر آف دی ڈے جو فکس ہوتا ہے This is done on the advice of the Parliamentary Affairs Division جو کہ لیڈر آف دی ہاؤس پر منحصر ہے ۔ وہ یہ ایڈوائس بھیجتے ہیں ۔ and this is how this matter is now has come before the House.

جہاں تک سرکولیشن کا تعلق ہے when the Bill was introduced everybody had a copy of that Bill which was circulated. Or there was no amendment to that Bill requiring a fresh circulation.

میرے خیال میں اس میں استحقاق کا کوئی پہلو نہیں نکلتا ہے جناب احمد میاں سومرو صاحب !

Mr. Ahmed Mian Soomro : Point of Order, under rule 83 your report is received within the prescribed time. The prescribed time under Rule 164 is 30 days from the day it is referred, therefore, date from which the Committee is constituted and, therefore, the time expired on 13th of August irrespective of the fact that the Committee was constituted on the 22nd August. If it was constituted on 22nd August, still there was sufficient time till 13th of September to send the report or if the time expired and Rule 83 would apply and the Bill would be taken up for consideration as the Standing Committee have sent no reply.

جناب اقبال احمد خان: جناب والا! آپ نے درست طور پر اس سلسلے میں فیصلہ فرمایا اس مسئلے پر شروع میں بھی کافی بحث ہو چکی ہے اب جہاں تک رول ۱۶۴ کا تعلق ہے اگر آج کے نظام کار میں اس بل کے متعلق کوئی چیز نہ ہوتی تو یہ اعتراض جو قاعدہ ۸۳ کا ہے یہ ان کو میسر ہوتا قاعدہ ۱۶۴ میں جناب یہ درج ہے۔

164. (1) "Where the Senate has not fixed any time for the presentation of a report, the report of a Committee shall be presented within thirty days from the date on which reference was made to it by the Senate unless the Senate, on a motion being made, directs that the time for presentation of the report be extended to a date specified in the motion."

اور اس کے بعد کلاز (۲) ہے

Reports may be either preliminary or final.

یہ دونوں چیزیں میسر تھیں۔ واقعات جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے کہ کمیٹی کی میٹنگ پہلے نہ ہو سکی آج چونکہ جس دن سے اس کمیٹی کی تشکیل ہوئی ہے یا میں یہ عرض کروں کہ جس دن یہ موشن جیسے ابھی یہ ارشاد فرمایا گیا پہلا پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔ اس دن یہ فیصلہ ہونا تھا کہ آیا قاعدہ ۸۳ کے تحت کارروائی ہوگی یا قاعدہ ۱۶۴ کے تحت کارروائی ہوگی۔ چونکہ اس سے پہلے کمیٹی کی ایک میٹنگ ہو چکی ہے کمیٹی نے اپنی میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا کہ ابھی انہیں اور وقت چاہیے چنانچہ ان رولز کے مطابق پہلی موشن چیئرمین صاحب کی طرف سے جو نظام کار کی آئٹم نمبر ۲ میں درج ہے کہ اس میں انہوں نے یہ گزارش کی ہے کہ رپورٹ کے پیش کرنے کا وقت جو ہے اس میں توسیع کی جائے ۲۶ تاریخ تک یعنی آج تک اور پارلیمانی تاریخ میں اس کی بیسیوں رولنگز ملیں گی کہ جب کبھی ٹائم ختم بھی ہو جاتا ہے اور پارلیمنٹ کا یا کسی ہاؤس کا اجلاس نہیں ہوتا تو توسیع اسی وقت ہاؤس سے مانگی جا سکتی ہے جب اس کا اجلاس ہو چنانچہ اس قاعدے کے مطابق آج آپ سے استدعا کی گئی کہ ہمیں ۲۶ تاریخ تک اس کی ایکسٹینشن دے دی جائے اب جب اس کا فیصلہ فرمائیں گے تو پھر چیئرمین صاحب اس کی انٹیرم رپورٹ پیش کریں گے جو آج کے نظام کار میں آئٹم نمبر ۳

[Mr. Iqbal Ahmad Khan].

ہے اور اس میں وہ یہ کہیں گے کہ یہ رپورٹ جو ابتدائی ہے وہ پیش کر دیں گے کہ کن وجوہات کی بنا پر وہ مکمل رپورٹ نہیں دے سکے جب اس کو آپ قبول فرمائیں گے تو پھر اسی نظام کار میں آئٹم نمبر ۲ ہے جس میں استدعا کی گئی ہے کہ اس کے لیے ان وجوہات کی بناء پر جو ابتدائی رپورٹ پیش کی گئی ہے اس پر وقت بیں مستقبل کے لیے توسیع مانگی گئی ہے میں نہیں سمجھتا کہ اس تمام کارروائی میں کہیں بھی رولز کی خلاف ورزی ہوئی ہے اور کہیں بھی اس ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ البتہ میں ایک زبانی تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتا ہوں اگر آپ کی اجازت ہو معزز رکن مولانا سمیع الحق کے خلاف کہ وہ اس ہاؤس کے استحقاق کو مجروح کرنے کے ذمہ دار ہوئے ہیں وہ اس بناء پر کہ ابھی انہوں نے ارشاد فرمایا تھا کہ مجھے نوٹس نہیں ملا اور بعد میں انہوں نے یہ کہا کہ قاضی عبداللطیف صاحب مرحوم محترم ہمارے جو ممبر تھے جب وہ چلنے لگے تو میں نے پوچھا کہاں جا رہے ہیں تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ میٹنگ میں جا رہا ہوں اور جب آپ نے دریافت کیا کہ کیوں تشریف نہیں لائے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (مداخلت)

مولانا سمیع الحق : میں نے یہ عرض کیا کہ قاضی عبداللطیف اور میں دونوں میرے دعوت نامے کے سلسلے میں گھوم پھر رہے تھے ۔ ۔ ۔ (مداخلت)

جناب اقبال احمد خان : جناب میرا نکتہ استحقاق ہے مجھے پیش کرنے کی اجازت دی جائے انہوں نے باوجود اس کے کہ ان کے علم میں آ گیا اگر ان کو شریعت بل کے ساتھ دلچسپی ہوتی اور یہ چاہتے کہ جلدی اس ملک کے اندر شریعت کا نظام نافذ ہو تو جب ان کو اطلاع مل چکی تھی یہ فوراً میٹنگ میں آ جاتے جب کہ محترم قاضی عبداللطیف صاحب تشریف لائے تھے۔ اس لیے میں یہ استدعا کروں گا آپ مہربانی فرما کر یہ جو میری موشن ہے یہ استحقاق کمیٹی کو پیش کریں کہ یہ اس بل کو تاخیر میں ڈالنے کے بھی ذمہ دار ہیں ممکن ہے اگر یہ میٹنگ میں چلے جاتے تو مکمل رپورٹ آ جاتی۔

مولانا سمیع الحق : جناب چیئرمین ! پوائنٹ آف آرڈر ، میں نے یہ مسئلہ ۲۳ تاریخ کو اٹھایا تھا اس وقت نہ کمیٹی تھی نہ میٹنگ تھی نہ اطلاع تھی جب اس میں یہ

[Mr. Iqbal Ahmad Khan].

رد و کد ہوئی تو یہ سارا ڈرامہ دونوں رات اقبال صاحب نے بنایا کہ قواعد کے اندر لایا جائے ۔

جناب چیئرمین : میں عرض کردوں کہ جہاں تک اقبال احمد خان صاحب کے استحقاق کا تعلق ہے نہ تو وہ ان آرڈر ہے اور نہ جو آپ کا استحقاق ہے نہ وہ ان آرڈر ہے ۔ جہاں تک آپ کو نوٹس دینے کا تعلق ہے یہ سیکریٹریٹ پروڈیوس کر چکا کہ ، مولانا سمیع الحق ۳۵۶ ـ ۲ بابو بازار راولپنڈی کے پتہ پر ایک صاحب ہیں جن کا نام میرے خیال میں " محمد صدیق " ہے انہوں نے دستخط بھی کیئے ہیں کہ نوٹس موصول ہوا ہے ۔

مولانا سمیع الحق : بالکل غلط ۔ اگر میرے دستخط ثابت ہو جائیں تو جو سزا چاہیں مجھے دیں ۔ محمد صدیق یا محمد رفیق کے دستخط کا میں ذمہ دار نہیں ہوں ۔

جناب چیئرمین : کسی نے بھی دستخط کیئے ۔ بہر حال اسی ایڈریس پر نوٹس بھیجا گیا میرے خیال میں ایک دفعہ شاید آپ کو پھر پڑھنا پڑے گا بلکہ مجھے سنانا پڑے گا کہ استحقاق کن حالات میں مجروح ہوتا ہے ۔ وہ میں آپ کو سنا ہی دوں تو بہتر ہو گا ۔ کیوں کہ یہ نکتہ بار بار اٹھتا ہے میں آپ کو عرض کردوں میرے خیال میں یہ آئندہ بھی آپ صاحبان کے کام آئے گا ۔

If you listen to it carefully, this is from the practice and procedures of Parliament by M.N. Kaul. It is actually written by Kaul but it is again a summary of all the Parliamentary practices : as they have commented upon :

> "If any statement is made on the floor of the House by a Member or Ministerwhich another member belives to be untrue, incomplete or incorrect, it does not constitute a breach of privilege. If an incorrect statement is made, there are other remedies by which the issue can be decided. In order to constitute a breach of privilege or contempt of the House, it has to be proved that the statement was not only wrong or misleading but it was made deliberately to mislead the House. This is the crux of the whole thing. A breach of privilege can arise only

[Mr. Chairman.]

> when the Member or the Minister makes a false statement or an incorrect statement wilfully, deliberately and knowingly".

This is the test which we have to apply whether something which a Minister has said or not said and something which has been complied with or not complied with, would amount to a breach of privilege. In fact it goes further, quoting their own Indian cases.

"Incorrect statements made by a Minister cannot make any basis for a breach of privilege. This was the ruling on the basis quoting these past practices of other Parliaments which the Indian Speaker gives :

> "It is only a deliberate lie, if it can be substantiated, that would certainly bring the offence within the meaning of a breach of privilege. Other lapses, and this is interesting for the Minister and particularly to note, other lapese, other mistakes do not fall under this category, because every day we find that Ministers, with all due difference, this apply to the Indian Ministers, make thier statements in which they make mistakes and which they correct afterwards." So I think, we have taken enough time on this.....*(Interruption)*.

قاضی حسین احمد : جناب والا ! میں آپ کے نوٹس میں لاؤں گا کہ ابھی اس ایوان میں ابھی جناب اقبال احمد خان صاحب نے ایک غلط میں جھوٹی نہیں کہوں گا ہو سکتا ہے انہوں نے wilfully نہ کی ہو ، بیان دیا ہے کہ میری تحریک استحقاق جب پڑھی گئی تھی تو یہ موجود نہیں تھے حالانکہ یہ موجود تھے اور انہوں نے خود اس کو ڈیفر کیا تھا۔

جناب چیئرمین : یہی میں نے آپ کو سنایا کہ incorrect statement does not constitute a breach of privilege

قاضی حسین احمد : یہ بتا دیں نہیں تو ہمارا استحقاق بنتا ہے۔

جناب چیئرمین : میں جوگیزئی صاحب سے یہاں تک اتفاق کرتا ہوں یہ میں نے غالباً پہلے بھی سنایا تھا کہ

ع نیشتے بغیر مر نہ سکا کوہ کن اسد
سرگشتۂ خمار رسوم و قیود تھا

ہم رسوم و قیود کے اتنے پابند ہو گئے ہیں کہ اور کچھ چل ہی نہیں سکتا اصلی مطلب اگر یہ ہے کہ اس بل کو آگے چلانا ہے تو وہ مطلب پورا ہو گیا ہے

It has come on the Order of the Day on the first available opportunity

قاضی حسین احمد : آپ نے جوگیزی صاحب کی تائید کی ہے؟

جناب چیئرمین : جی ہاں - ایک اور بھی تحریک استحقاق ہے - اچھا وہ ہو گئی ہے۔

ڈاکٹر محبوب الحق : پوائنٹ آف آرڈر سر! تحریک استحقاق کا وقت کیا ختم نہیں ہو چکا؟

جناب چیئرمین : تحریک استحقاق کا وقت نہیں ہوتا ہے۔

ڈاکٹر محبوب الحق : کیا نصف گھنٹہ نہیں ہوتا ؟

جناب چیئرمین : وہ تحاریک التوا کا ہوتا ہے - اب ہم تحاریک التوا لیتے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد : جناب میری بھی ایک تحریک استحقاق ہے۔

جناب چیئرمین : میرے پاس نہیں ہے - جس دن آئندہ سیشن ہو گا تو اس پر لیں گے تحاریک التوا - پہلا موشن ہے جناب مولانا کوثر نیازی صاحب کا نمبر ۲ ہے

ADJ. MOTION *RE*: INCREASE IN THE PRICES OF COMMODITIES OF NECESSITIES

مولانا کوثر نیازی : میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ملک میں بڑھتی ہوئی مہنگائی کے مسئلے پر بحث کرنے کے لیے اجلاس کی کارروائی ملتوی کی جائے - اعداد و شمار کے وفاقی بیورو نے اپنی رپورٹ مطبوعہ جنگ لاہور مورخہ ۲۶ اگست بتایا ہے کہ ۱۹۷۵ ۱۹۷۶ کی نسبت جولائی ۱۹۸۵ء میں صارفین کے لیے قیمتوں کے انڈکس کی شرح میں دو عشاریہ چار فیصد اضافہ ہوا ہے، کھانے پینے کی اشیاء کی قیمتوں میں تین عشاریہ ۵۸ فیصد اضافہ ہوا ٹیکسٹائل اور جوتوں کی قیمت میں عشاریہ ۱۶ فیصد جب کہ گھریلو اشیاء کی قیمتوں میں عشاریہ اٹھانوے فیصد صابن بالوں کے تیل اور ادویات میں دو عشاریہ دس فیصد رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ گزشتہ سال کی نسبت یہ اضافہ چھ عشاریہ چودہ فیصد رہا چونکہ اس بڑھتی ہوئی مہنگائی کا تعلق مرکزی حکومت کی غلط اقتصادی پالیسیوں سے ہے اس لیے ایوان میں

[Maulana Kausar Niazi.]

اس پر مباحثہ عین قومی مفاد میں ہوگا ۔

جناب والا ! میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ مہنگائی کے سلسلے میں ایک بات تو یہ مسلم ہے کہ اس میں انٹرنیشنل فیکٹر involved ہیں لیکن میں نے جو عرض کیا ہے کہ ہمارے ملک میں جو مہنگائی پائی جاتی ہے یہ ہماری حکومت کی غلط اقتصادی پالیسیوں کا نتیجہ ہے اور یہ رپورٹ چونکہ اگست میں چھپی ہے اس لیے یہ recent occurrence ہے اور مہنگائی روز بڑھتی جا رہی ہے اور آج کا occurrence ہے کہ آج مہنگائی اور بڑھ گئی گیس کی نرخ شرح جو ہے وہ اور بڑھا دی گئی ہے اس لیے میں آپ کی وساطت سے متعلقہ وزیر سے گزارش کروں گا کہ وہ اگر اپنی پالیسیوں پر پوری طرح مطمئن ہیں تو ہاؤس میں ایک دن مقرر کر دیں جس میں حکومت کی اقتصادی پالیسیوں اور مہنگائی کے مسئلے کو پوری طرح thrashout کیا جائے ۔

جناب چیئرمین : جناب ڈاکٹر محبوب الحق صاحب

Dr. Mahbubul Haq : With due deference to the honourable Senator, I beg to oppose, Sir, the motion. He has quoted, Sir, some figures for July 85. I think, if we take the recent trends probably it will be found more appropriate, but we should also take the figures for August and September, 85 which are available. This is correct, Sir, that in July, the Combined Consumer Price Index (CPI) rose 2.40 per cent as the honourable Senator has quoted in his adjournment motion. If we come closer Sir, in August, 85 the monthly change was 0.63%. In September, 85 the percentage change was 0.12% which is the lowest change for a long time. In fact, we should take a longer time because it is not possible to discuss prices in the context of just one month or even three months. Since this Government assumed office in March, 1985, the price index *i.e.* CPI has increased by 2.7% during about six months. If we take the annual average rate of inflation at which it is proceeding at the moment, the annual rate raised is ......*(Interuption)*.

Mr. Chairman : I think, at this stage, if we confine ourselves only to the issue of admissibility, it would be better without going into the details of what is actually happened. Admissibility will have to be judged on the basis whether it is a recent occurrence ; whether it is one

specific even of sufficient importance to be discussed in the House and the normal business of the House to be adjourned in order to discuss this particular issue...(Interruption)...Is there anyother remedy available in order to discuss this issue ?

Dr. Mahbubul Haq : That the recent occurrence would have been to take the figures for September or August and not for july. In fact, the figure for September, 1985, as I quoted, is only 0.12%. That is why I quoted those figures, Sir, which show that according to "the recent occurrence", the price increase has been very low. At the same time, the Member has criticized and said, Sir, whether the Government has any particular policy to keep check on prices. The Government is very conscious of it. I assure the honourable Senator that the prices of all sensitive commodities are being constantly monitored both in the Economic Committee of the Cabinet as well as by the Statistics Division and as, such, I do not believe that "the recent occurrence" has given the cause of anxiety that should be discussed here. We had committed ourselves in the Budget that we will try to keep the price increase during the year between 6 to 8%. The increase in the recent three months shows that the annual average rate is around 6% and I shall be grateful not only to the honourable Senator, not only him, but others also if they can give us any ideas as to how we can bring the prices even lower than this besides all the measures that we are taking to supply wheat through the subsidized price which is costing us about Rs. 300 crores; lowering the prices of tea, as we have done recently by 10% ; lowering the price of sugar through imports as well as by lowering the import duty. A number of measures are being taken besides increasing production of strategic commodities. If the honourable Members have any specific ideas, Sir, we do not have any particular sensitivity or ego about these issues. I shall be glad to have their ideas ; exchange views with them separately. But I hope they do not feel that this constitutes an occasion or an opportunity for an adjournment motion on the subject, Sir. Thank you.

<u>جناب چیئرمین</u> : جناب مولانا کوثر نیازی صاحب!

<u>مولانا کوثر نیازی</u> : جناب والا! اکبر الہ آبادی کا ایک شعر ہے ۔

ع نقشوں سے تم نہ جانچو ، لوگوں میں پھر کر دیکھو
کیا چیز جی رہی ہے ، کیا چیز مر رہی ہے

[Maulana Kausar Niazi.]

جناب وزیر خزانہ نے اعداد و شمار کوٹ کیے جو دربطن شاعر ہیں ابھی پریس میں نہیں آئے ہمیں ان اعداد و شمار کی معلومات حاصل نہیں ہیں ہم تو ان اعداد و شمار کی طرف توجہ دلا رہے تھے جو چھپ چکے ہیں، اخبار میں چھپے ہیں، اور عام آدمی کی دسترس میں ہیں سوال یہ ہے کہ ان کے اعداد و شمار کچھ بھی کہتے ہوں لیکن حقیقت حال کیا ہے یہ اس عورت سے پوچھیے جو بیچاری باورچی خانے میں کام کرتی ہے اور اس کو اپنا سودا سلف لانے کے لیے باہر جانا پڑتا ہے۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب اب ہم نفس مضمون کو ڈسکس کریں۔

مولانا کوثر نیازی: جناب والا! وزیر خزانہ نے نفس مضمون کو ڈسکس کیا ہے۔

جناب چیئرمین: ان کی توجہ بھی میں نے اس کی طرف دلائی تھی۔

مولانا کوثر نیازی: آپ نے دلائی لیکن اس کے باوجود انہوں نے اپنا حرف مدعا کہہ ڈالا، آپ ان کے وقت lenient تھے۔ اور اس وقت آپ نے کچھ نہ کہا۔

جناب چیئرمین: نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

مولانا کوثر نیازی: تو پھر اب آپ یہ بھی سن لیں۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ عالم یہ ہے کہ غریب کی عزت سستی ہے اور آٹا مہنگا ہے یہ ملک میں صورت حال ہے۔ عام آدمی کے لیے جینا دوبھر ہو رہا ہے۔ آج ہی آپ دیکھ لیجیے کہ گیس کی جو زر ضمانت ہے اس کو سو سے تین سو گنا تک بڑھا دیا گیا ہے۔ یہ حکومت کی طرف سے مہنگائی پیدا کی ہوئی ہے وہی نہیں جو آج کنکشن لگوائیں گے وہ جو پہلے سے صارفین چلے آرہے ہیں ان کو بھی خط آگئے ہیں ان کے بل میں وہ جو زر ضمانت میں اضافہ ہوا ہے وہ رقم ڈال دی جائے گی۔ ادھر وزیر صاحب فرماتے ہیں کہ ہم جو آئیڈیا دیں۔ وہ welcome کریں گے۔ ہم کہاں دیں آئیڈیا تو، کب دیں، جب ہم کوئی موقع نکالتے ہیں۔ تو اس کے لیے وہ تیار نہیں ہیں کہ اس پر بحث کی جائے۔ ٹیکنیکلی اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ کیوں نہیں وہ اس کے لیے تیار ہوتے کہ ایوان میں ایک دن اس موضوع پر بحث کی جائے۔ کہ اس ملک میں مہنگائی کیوں بڑھ رہی ہے۔ اور حکومت کی غلط پالیسیوں کو اس میں کہاں تک دخل ہے۔

جناب چیئرمین : شکریہ ۔ اصل موضوع یہی ہے کہ کیا طریقہ ہونا چاہیئے کہ ایسے مسائل زیر بحث آجائیں ایڈجرنمنٹ موشن کا طریقہ آپ کے بنائے ہوئے قواعد کے مطابق اس طرح کی ڈسکشن کو raise کرنے کے لیے suit نہیں کرتا ایک تو ایڈجرنمنٹ موشن کے ذریعے پالیسی پر ڈسکشن نہیں ہو سکتی ۔ نمبر ۲ وہ specific event کو relate کرے ۔ نمبر ۳ یہ ایسی چیز ہو جو continuous نہ ہو جہاں تک پرائسز کا تعلق ہے ان کا اتار چڑھاؤ ، خواہ چڑھاؤ ہی چڑھاؤ ہے، وہ ایک event نہیں ہو سکتا ۔ اس کے لیے آپ نے کرنا ہے تو پرائیویٹ ریزولیوشن لے آئیں انڈر رول ۸۷ لے آئیں ۔ آپ دوسرا ریزولیوشن موو کریں کہ اس کو ڈسکس کریں ۔ باقی آپ نے شعر سنایا ہے تو میں بھی ایک شعر پیش کرتا ہوں فی الحال ایک قطعہ نکلا ہے ۔ میرا خیال ہے رئیس امروہی صاحب کا ہی ہے ۔

ع نرخ اجناس خوردنی ہے فزوں
اب خورد و نوش بھی ہے باعث رنج
تھے جو سرمست عیش اب ان کو
غم شلغم ہے اور رنج ترنج

تو یہ جو غم شلغم ہے ۔ وہ ایڈجرنمنٹ موشن کے ذریعے raise نہیں ہو سکتا ۔ اس کا کوئی اور طریقہ نکالنا پڑے گا ۔

مولانا کوثر نیازی : ایک شعر جواباً ہمارا بھی سن لیجیے ۔ وہ غالب نے دہلی کے بارے میں کہا تھا ۔ لیکن اب تو ہر پاکستانی اپنے ملک عزیز کے بارے میں کہنے پر مجبور ہو رہا ہے ۔

ع ہے اب اس معمورے میں قحط غم الفت اسد
ہم نے یہ مانا کہ دہلی میں رہیں کھائیں گے کیا

جناب چیئرمین : I am afraid. یہ ایڈجرنمنٹ موشن نہیں بنتا ۔

مولانا کوثر نیازی : وزیر صاحب اس بات پر تیار ہوں کہ کسی دن وہ خود ہی اس موضوع پر قواعد کے تحت کوئی بحث چھیڑ یں ۔

جناب چیئرمین : وزیر صاحب سن رہے ہیں اگر وہ کہیں کہ آ بیل مجھے مار، تو وہ ضرور کریں گے۔

مولانا کوثر نیازی : کیا ہی اچھا ہو۔

جناب چیئرمین : بہرحال انہوں نے سن لیا ہے اگر کوئی موقع ہوا تو وہ اس کے متعلق بات کریں گے۔ جناب عبدالرحیم میرداد خیل صاحب ایڈجرنمنٹ موشن نمبر ۳

ADJ. MOTION *RE* : CAUSING LOSS TO THE COUNTRY BY GIVING UP SANDAK PROJECT

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ سینڈک کا منصوبہ ترک کرنے سے ملک کو ڈیڑھ ارب روپے کا نقصان ہو گا۔ اس وقت منصوبے پر بیس کروڑ روپے خرچ کرنے کے بعد اسے ترک کرنا دانشمندی نہیں ہے۔ اس سے بیروزگاری بڑھے گی اخباری اطلاعات کے مطابق اس منصوبے کو ترک کرنے اور معدنی کارپوریشن کے ملازمین کو برخاست کرنے پر غور کیا جا رہا ہے۔ اگر اس منصوبے کو ترک کیا گیا تو نہ صرف بیس کروڑ روپے ضائع ہوں گے، بلکہ بیروزگاری میں زبردست اضافہ ہو گا اور پاکستان ایک کھرب اڑتالیس ارب روپے کے معدنی وسائل سے یکسر محروم ہو جائے گا۔ ایوان اس فوری نوعیت کے مسئلے پر غور فرمائے گا۔

جناب چیئرمین : جناب آپ کچھ ارشاد فرمائیں گے۔ یہ پہلے بھی raise کیا گیا تھا۔ میرا خیال ہے مختصر رہے تو اچھا رہے گا کیونکہ اور بھی بہت سے Adjournal Motions ہیں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : جی ہاں۔ جب میرا نمبر آتا ہے تو اسی طرح ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین : جی ابھی تو دوسرا ہے آپ کا۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : آپ نے اور کسی کو نہیں کہا۔ جملہ حقوق میرے لیے ہی محفوظ ہیں۔

جناب چیئرمین : آگے آئیں گے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : اچھا۔ جناب عالی! اس کی کافی معلومات میں نے جمع کی ہیں اصل مسئلہ یہ ہے کہ جب سینڈک کے بارے میں منصوبہ بندی کی گئی تو وہاں بہت بڑے ذخائر اس کے ہیں۔ اس کے پورے documents میرے پاس

موجود ہیں ۔ میں پوری تیاری کر کے آیا ہوں اگر اس کے باوجود آپ کہتے ہیں تو میں ریکارڈ پیش کرنے کو تیار ہوں بہر حال ضلع چاغی میں معدنیات کے ذخائر دریافت ہونے کے بعد جناب ڈاکٹر محبوب الحق صاحب اور جنرل سعید قادر صاحب بھی کوئٹہ تشریف لے گئے تھے ۔ وہاں انہوں نے اس طرح کے منصوبے بنائے تھے اور اس کی باقاعدہ منظوری ہوئی تھی لیکن اس کے بعد اب اس کو ترک کرنے کا ایسا منصوبہ بنایا گیا ہے کہ پہلے تو اس کی ڈویلپمنٹ کے لیے ۲۰ کروڑ روپے خرچ کیے گئے اور ۲۰ کروڑ خرچ کرنے کے بعد اب یہ بتایا کہ اس کو خسارہ ہو رہا ہے ۔ اور اس کے جو ملازمین تھے ۔ ان کو نکالا ۔ ۷۴ ملازمین بیروزگار ہوئے ہیں اور ان کو نوکری سے نکال دیا ہے صرف آفیسروں کو وہاں رکھا ہے نہ صرف چاغی میں رکھا ہے بلکہ کراچی میں رکھا ہے لہذا ہم یہ چاہتے ہیں کہ بلوچستان کو پسماندہ کہنا بلوچستان کی توہین ہے ۔ بلوچستان میں کالا سونا موجود ہے کالے ہیرے اس میں موجود ہیں یعنی کالے سونے کا مطلب یہ ہے کہ کوئلہ موجود ہے ۔ اور اس کے ذخائر ہیں اور تقریباً ہزاروں ٹن موجود ہے ۔

جناب چیئرمین : سینڈک میں تو اصلی سونا موجود ہے ۔ کالا سونا نہیں ہے اصلی سونا ہے ۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : کالا سونا جو ہے وہ کوئلے کو کہتے ہیں جس کو ہم نکالتے ہیں ۔ ہم اپنی زبان میں کالا ہیرا کہتے ہیں اور اس کے بعد تانبے اور چاندی کے پورے ذخائر وہاں موجود ہیں ۔ کوائف میں نے جمع کیے ہیں ریکارڈ میرے پاس موجود ہے ۔ صدر پاکستان نے اس پروجیکٹ کا خیر مقدم کیا تھا ۔ روزنامہ "زمانہ" اور بلوچستان ٹائمز میں خیر مقدم کرنے کا اشتہار بھی آیا تھا ۔ جب کہ اس کا ایڈیٹر بھی یہاں تشریف فرما ہے ۔

اس سلسلے میں، میں اتنی گزارش کروں گا کہ ان ملازمین پر رحم کیا جائے اور ان کو بحال کیا جائے اور اس سینڈک پروجیکٹ پر باقاعدہ کام کیا جائے ۔

جناب چیئرمین : جناب ڈاکٹر اسد محمد خان ۔

ڈاکٹر محمد اسد خان (وزیر تیل و قدرتی وسائل) : جناب چیئرمین ! ابھی میں اس ایڈجرنمنٹ

[Dr. Muhammad Asad Khan]

موشن کو ٹیکنیکل گراؤنڈز پہ بھی oppose کر سکتا ہوں۔ لیکن فاضل ممبر کو تھوڑی سی انفارمیشن دینا ہوں تاکہ وہ یہ فیصلہ کر سکیں کہ press کرنا ہے یا نہیں گورنمنٹ نے سینڈک پروجیکٹ کو ابھی تک ختم کرنے کا کوئی فیصلہ نہیں۔ کیا ہے اس وقت حقیقت یہ ہے کہ کچھ انٹرنیشنل فنانسنگ میں difficulty ہو رہی ہے اس کے لیے ہم نے ایک سمری بنا کر ای سی سی کو بھجوائی ہے ای سی سی پراپر فورم ہے جس پہ اس کا فیصلہ کیا جائے گا۔ پچھلی ای سی این ای سی میٹنگ میں جو کہ محترم ڈاکٹر محبوب الحق صاحب کی قیادت میں منعقد ہوئی تھی یہ مسئلہ اٹھا تھا اور انہوں نے بھی اسی بات کی یقین دہانی کی تھی کہ ابھی تک حکومت نے اس سلسلے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے اور جب تک کہ یہ مسئلہ ای سی سی کے سامنے نہیں آئے گا اس وقت تک فیصلہ نہیں ہو گا۔ جہاں تک ہماری thinking کا تعلق ہے وہ یقیناً یہ ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ایک ایسا منصوبہ ہے جو کہ بلوچستان کے لیے اہم منصوبہ ہے جس پہ نہ صرف اکانومک basis پہ consider کرنا چاہیے بلکہ اس کو socio-economic basis پہ بھی consider کیا جانا چاہیے انہی دلائل کی بناء پر ای سی سی کے سامنے یہ منصوبہ پیش کیا جائے گا اور جس وقت یہ فیصلہ ہو جائے گا میرا خیال ہے کہ اس کے بعد یہ بات موزوں ہو گی کہ اس کے متعلق کوئی discussion کی جائے

انجینئر سید محمد فضل آغا: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ ان کے پاس کوئی پروگرام نہیں ہے۔ تو تین چار دن پہلے ایک ۔۔۔۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین: انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ منصوبہ ترک نہیں کیا گیا ہے۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: میں عرض کر رہا ہوں کہ تین چار دن پہلے اخبار میں اس کی مشینری کے نیلام کرنے کی خبر آئی ہے اور اسی سلسلے میں انہوں نے ۷۲ انجینئرز کو بھی نوکری سے نکال دیا ہے اگر یہ منصوبہ ترک کرنے کی طرف اقدام نہیں ہے تو مشینری کیوں نیلام کے لیے دی ہے اور یہ ۷۲ انجینئرز کس پروگرام کے تحت نکالے ہیں؟

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے کہ اسی مضمون کا آپ نے یا کسی صاحب نے ایک سوال پوچھا ہے وہ سوال کا جواب ہے۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : جناب عالی ! وزیر محترم یہ یقین دہانی کرائیں ٹھیک ہے ہم اس کی بات پر اعتماد و صداقتاً کرتے ہیں لیکن اصل میں وہ جو ملازمین نکالے ہیں اس کا کیا چارۂ کار ہوگا۔

جناب چیئرمین : وہ ایڈجرنمنٹ موشن کا سوال تو نہیں ہے یہ آپ سوال پوچھیں

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : یہ پورا اسی کا حصہ ہے ظاہر ہے اس میں نو اٹھارہ تا بیس گریڈ کے آفیسرز ہی بھرتی ہونگے لیکن کم ازکم ان ملازمین کا تو پہلے دیکھیں جو ۱۴۸ گئے ہیں ان کا کیا ہوگا ؟

ڈاکٹر محبوب الحق : سر میں یہ یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ جہاں تک وہ ملازمین تھے غالباً financial budget میں مشکل پیش آ رہی تھی وہ ہمارے پاس لا رہے ہیں ہم اس پر ہمدردی سے غور کریں گے اور دیکھیں گے ہو سکا تو انہیں بحال کیا جائے۔

بڑا مسئلہ یہ ہے کہ سینڈک پراجیکٹ کا کیا کرنا ہے۔ جیسا کہ سینٹر موصوف نے کہا ہے حکومت ۲۰ کروڑ روپے کی رقم اس کی فیزیبلٹی پر خرچ کر چکی ہے۔

جناب چیئرمین ! کوئی حکومت ۲۰ کروڑ صرف تفریح کے لیے خرچ نہیں کرتی اس لیے خرچ کیا جاتا ہے کہ ہمیں احساس ہے کہ یہاں بڑی معدنیات ہیں جہاں تک ہو سکے ہم ان کی exploitation کریں دیکھیں کہ کس قیمت پر نکال سکتے ہیں ہم کوشش کر رہے ہیں باہر سینڈک کا گروپ بنا ہوا ہے جس میں فرانسی، یوگوسلاویہ اور فن لینڈ ہیں ان سے گفتگو کر رہے ہیں انہیں لکھ رہے ہیں کیونکہ وہاں اتنے اچھے وسائل ہیں تو ہر ایک کو دلچسپی ہے ہمیں ہے، دو کروڑ گو ہے، ۲۰ کروڑ روپے اسی لیے خرچ کیے ہیں کہ حکومت اس بارے میں بہت سنجیدہ ہے کہ اس منصوبے کو آگے لے جائے۔ لیکن منصوبہ تب ہی آگے چل سکتا ہے جب اس کی feasibility پوری ہو، اس کی prices کے بارے میں پورا یقین ہو، کیونکہ یہ ملک کا پیسہ ہے۔ اس میں آئندہ ۵ سو کروڑ روپے لگیں گے یہ قومی وسائل ہیں کوئی حکومت ایسے قومی وسائل نہیں خرچ کر سکتی جب تک پوری طرح سے مطمئن نہ ہو جائے اس لئے اس چیز میں دیر لگتی ہے۔ جہاں تک یہ عارضی hardship ہے کہ کہیں

[Mr. Chairman.]

بجٹ کی کمی کی وجہ سے کچھ ملازمین کو تکلیف پہنچی ہے۔ اس کے بارے میں خود اس مسئلے کو دیکھوں گا کہ کیا اس کے لئے finances provide ہو سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: ان کے ارشاد کے مطابق آپ اس پر اصرار کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: میں اس پر اصرار نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین: شکریہ اگلی ہے مولانا کوثر نیازی صاحب کی نمبر ۱۰ اور اسی مضمون کا ہے جناب جاوید جبار صاحب کی نمبر ۱۳، میرے خیال میں دونوں ہی اکھٹی پڑھ لی جائیں۔ پہلے مولانا کوثر نیازی صاحب کی ہے۔

ADJ. MOTION *RE* : IN LAND AND FOREIGN MALES CENSORSHIP

مولانا کوثر نیازی: جناب والا! مرکزی حکومت نے اپنے ایک حکم کے ذریعے سے اندرون ملک اور بیرون ملک سے آنے والی تمام ڈاک کو چھ مہینے کے لیے سنسر کا پابند کر دیا ہے جس کی وجہ سے ملک بھر میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے میں تحریک التواء کے ذریعے تجویز کرتا ہوں کہ ایوان کی کارروائی روک کر اس فوری اہمیت کے مسئلہ کو زیر غور لایا جائے۔

جناب والا! میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ یہ جو حکم ہے یہ باقاعدہ اخبارات میں لفظ بلفظ چھپ چکا ہے۔ اس قسم کا حکم ہنگامی حالات یا جنگ کے زمانے میں تو دیا جا سکتا ہے لیکن اب جب کہ ملک ماشاءاللہ دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہا ہے تو ایسے میں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اس کی وجہ سے یقیناً تمام لوگوں کے جذبہ حب الوطنی کی بھی توہین ہوئی ہے اور اس ایوان کے اراکین کا، جن کی ڈاک اس آرڈر کے تحت یقیناً سنسر ہوتی ہوگی اور ہو رہی ہے، استحقاق بھی مجروح ہوا ہے اس لحاظ سے یہ مسئلہ اس قابل ہے کہ اس پر اس ایوان میں بحث کی جائے۔

جناب چیئرمین: اب جبار صاحب آپ بھی اپنی تحریک پیش کر دیں۔

Mr. Javed Jabbar : I beg to move that the business of the House be adjourned to discuss a matter of recent occurrence and of urgent public importance namely, the decision of the Federal Government as reported in the 'Leader', Karachi on September 1, 1985, to make all foreign and inland mail in Pakistan subject to interception by the Special Branches and the Intelligence Bureau whereby under the broad, vague scope of Sub-section(i) of Section 26 of the Post Office Act of 1898, originally framed by a foreign colonial power partly to serve as a weapon of oppression, the privacy of correspondence of all citizens of the country is invaded and demeaned and the security of the individual made vulnerable to the whims and caprice of officials and agencies reporting to a power structure will subservient to Martial Law.

I will submit on admissibility that of the 12 conditions defined for admissibility under Rule 71, these motions meet possibly every single one of those 12 conditions except condition No. (d) which says "that is shall not revive a discussion on a matter which has been discussed in the same Session or in the National Assembly within the last six months." But Sir, I submit that even if it does not meet this particular condition, the subject is of sufficient national significance for the Government to over look this fact and not to oppose this motion. Until the Rules Committee, revise, and approve the new rules that excludes this unjust limitation on the jurisdiction of the Senate *vis-a-vis* adjournment motions and my 2nd and short submission, Sir, will be that such censorship constitutes as opposed to visible oppression for which we have had enough evidence in our country's history, a particularly invidious and invisible operation which is against fundamental human rights.

مولانا کوثر نیازی : پوائنٹ آف آرڈر ۔ میں اس ضمن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ذیلی شق D کے تحت یہ مسئلہ اس ایوان میں پیش نہیں کیا جا سکتا ۔ جس پر قومی اسمبلی میں بحث ہو چکی ہو ۔ چھ مہینے کے اندر اندر وہ پیش نہیں ہو سکتا ۔ بحث ہونا اور بات ہے اور کسی مسئلے کا اٹھایا جانا اور بات ہے ۔ جہاں تک سنسر کا مسئلہ ہے یہ قومی اسمبلی میں اٹھایا ضرور گیا لیکن یہ ایڈمٹ نہیں ہوا اور اس پر بحث بھی نہیں ہوئی ۔ اس لیے میں فاضل رکن کی اس بات پر آپ کی رولنگ چاہوں گا کیوں کہ آپ کے سیکرٹریٹ کی طرف سے بھی ہمیں ایسے مراسلے آ جاتے ہیں جن سے

[Maulana Kausar Niazi.]

ابہام پیدا ہوتا ہے۔ میں جہاں تک اس کی ترجمانی کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ ڈسکشن کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایڈمٹ ہو اور اس کے بعد ہاؤس اس پر ڈسکس کرے۔ یہ صورت حال جب تک پیدا نہیں ہوتی اس وقت تک اس پر ڈسکشن کا اطلاق نہیں ہوتا۔

جناب چیئرمین: جناب وزیر داخلہ صاحب!

جناب محمد اسلم خان خٹک: جناب والا! اگر یہ حقیقت ہوتی تو میں بے شک آنریبل ممبر کے ساتھ پورا اتفاق کرتا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ موشن ایڈمٹ بھی ہو گئی تھی، اس پر ڈسکشن بھی ہو گئی تھی بعد میں آنریبل ممبر نے جب حکومت کا نقطہ نظر سنا تو اپنی تحریک التواء پر زور نہیں دیا۔ گزارش یہ ہے کہ جس طرح آنریبل ممبر نے فرمایا ہے کہ یہ ایکٹ ۱۸۹۸ء کا ہے۔ ایک چیز، جس کی میں آنریبل ممبر کو انشورنس دینا چاہتا ہوں، یہ ہے کہ کسی آنریبل ممبر کی ڈاک کو قطعاً سنسر نہیں کیا جاتا۔ البتہ بیرون ملک سے ہمارے پاس اس قسم کے پمفلٹ اور اس قسم کے مواد موصول ہو رہے ہیں جس کو تخریب کاری یا ملک کے خلاف subversion کہیں، ان کا اگر میں ذکر کروں، جیسا کہ "سندھ رپورٹ" ہے، "آزاد بلوچستان" ہے "سرخ پرچم" ہے" کانفیڈریشن" ہے"، "سندھ دوسرا بنگلہ دیش ہے"۔ اس قسم کے مواد جب آتے ہیں تو حکومت کا یہ فرض ہے کہ اس قسم کے مواد کو روکا جائے باقی یہ بالکل درست ہے جناب والا! کہ کسی قسم کی سنسر شپ عام نہیں ہے کہ ہر ایک ممبر یا ہر ایک پاکستانی کی ڈاک کو سنسر کیا جائے۔ البتہ ہمیں دیگر اطلاعات سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یہ بھی ممکن ہے کہ تخریب کار لفافوں میں بم وغیرہ بھیجیں تو حکومت کا فرض ہے کہ وہ ایسی چیزوں کی نگرانی کرے۔ اور اس کی جانچ پڑتال کرے۔ اس وضاحت کے بعد میں امید کرتا ہوں کہ آنریبل ممبر اپنی تحریک التواء پر زور نہیں دیں گے۔

جناب چیئرمین: مولانا کوثر نیازی!

مولانا کوثر نیازی: میں جناب گزارش کروں گا کہ آنریبل وزیر داخلہ نے جن کا ہمارے دل میں بڑا احترام ہے کیونکہ وہ بہت پرانے سیاست دان ہیں، دو باتیں

فرمائی ہیں اور دونوں متضاد ہیں - ایک بات انہوں نے یہ کہی ہے کہ ہاؤس میں یہ مسئلہ ایڈمٹ بھی ہوا اس پر بحث بھی ہوئی اور پھر ان حضرات نے اپنی تحریک التوا پر زور نہیں دیا - میں ان کی معلومات کو تازہ کرنے کے لیے یہ عرض کرتا ہوں کہ ایڈمٹ اگر ہوا تو پھر اس کے بعد تحریک التوا کو واپس لینے کا سوال پیدا نہیں ہوتا - سوال اس وقت ہوتا ہے جب ایڈمشن کا مرحلہ ہوتا ہے تب اگر تحریک التوا پر زور نہ دیا جائے تب چیئر سے رولنگ آتی ہے کہ اب کیا پوزیشن ہے -
جہاں تک اصل صورت حال کا تعلق ہے وہ یہ ہے کہ وہاں تحریک التوا پیش ہوئی مگر وزیر داخلہ نے، یہ حقائق جو ان کے نزدیک حقائق ہیں، بیان کیے تو محرکین نے تحریک التوا پر زور نہیں دیا - وہ خود فرما رہے ہیں کہ زور نہیں دیا - جب زور نہیں دیا تو ایڈمشن کا مرحلہ نہیں آیا - اس لیے ایڈمشن کا مرحلہ نہ آنے کی صورت میں ہمارا موشن بالکل باضابطہ ہے -

جناب محمد اسلم خان خٹک : پوائنٹ آف آرڈر - جو کچھ مولانا صاحب نے فرمایا ہے - میں تسلیم کرتا ہوں لیکن یہ ڈسکس ہوا ہے اور انہوں نے اس پر زور نہیں دیا -

مولانا کوثر نیازی : میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ڈسکشن اور ایڈمشن ان دونوں میں بڑا فرق ہے - دوسری گزارش یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ ممبرز کی ڈاک جو ہے وہ ہرگز سینسر نہیں ہوتی اور دوسرے ہی سانس میں فرمایا ہے کہ باہر سے جو بم اور اس طرح کی چیزیں آتی ہیں ان کو detect کرنے کے لیے یہ صورت کی جاتی ہے تو کیا وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہم ممبرز کو آنکھیں اور چھٹیں اور ان کا خاتمہ ہو جائے اگر بموں کا مسئلہ ہے تو وہ ممبرز کو تو بدرجہ اولیٰ آئیں گے اس لیے ان کے جو لفافے ہوں گے وہ تو ضروری کھولے جاتے ہوں گے -

جناب چیئرمین : وہ غالباً اس لیے کہا کہ پہلے سیشن میں آپ نے اعتراض کیا تھا کہ آپ کی ڈاک سینسر ہو رہی ہے -

مولانا کوثر نیازی : جی وہ تو ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی انشاءاللہ اس میں کوئی کمی نہیں آئے گی - میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اگر یہ بموں کی بات ہے تو پھر

[Maulana Kausar Niazi.]

تو نمبروں کے لفافے سب سے پہلے کھولے جاتے ہوں گے اس لیے یہ فرمان ان کا پھر غلط ثابت ہوتا ہے کہ سنسر سے ہماری ڈاک جو ہے وہ محفوظ ہے۔ گزارش یہ ہے جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ ڈیلی مسلم ...... یہ اذان ہو رہی ہے اگر ..... (مداخلت)

جناب چیئرمین: جیسے مرضی ہے اگر شرع کے خلاف نہیں ہے تو اس کو جاری رکھتے ہیں ورنہ پھر adjourned for the prayer

مولانا کوثر نیازی: مولانا ارشاد فرمائیں۔

مولانا سمیع الحق: میری تجویز تو یہ ہے کہ جب عشاء کو اجلاس جاری ہو تو یہاں اس وقت اذان نہیں ہونی چاہیئے کیونکہ عشاء کا وقت بہت طویل ہے۔ ہم فارغ ہو کر بھی پڑھ سکتے ہیں یہ طریقہ کار اور اوقات میں تو ہو لیکن عشاء کے وقت یہاں اذان کا سلسلہ نہ ہو۔ ہم فارغ ہوں تو انشاء اللہ سب جماعت سے پڑھیں گے۔

جناب چیئرمین: اگر یہ سینس آف دی ہاؤس ہے تو ہم کرنے کے لیے تیار ہیں۔

معزز اراکین: جی ہاں۔

مولانا کوثر نیازی: جناب والا! یہ ڈیلی مسلم ہے یکم اکتوبر ۱۹۸۵ کا۔ اس میں آپ ذرا سن لیجیے۔ جو رپورٹ اخبار نے دی ہے کہ۔

"A large number of people had complained about an inordinate delay in the delivery and receipt of foreign and inland mail. adjourned Government decision to subject all mail material to scruitny by Special Branch and Intelligence Burea. The complaints include, Politicians, Journalists, Writers, Businessmen and even some Legislators who had alleged that since August 31 last when the Government imposed censorship on mail they have either received no letter or frequency of the mail has been drastically reduced."

جناب والا! یہ یکم اکتوبر کے اخبار میں چھپا ہے اور بہت نمایاں چھپا ہے اور یقیناً وزارت داخلہ کے حکام بھی اور محترم وزیر داخلہ بھی اسلام آباد سے نکلنے والے اس اخبار کا مطالعہ کرتے ہوں گے مگر اس کی کوئی تردید آج تک اس اخبار میں نہیں آئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سنسر کی وجہ سے لوگوں کو بڑے

تکلیف ہے اور سب کی ڈاک جو ہے وہ سینسر ہو رہی ہے اور جناب والا! اس سے لوگوں کی پرائیویسی جو ہے وہ معرض خطر میں پڑ گئی ہے حالانکہ اسلام پرائیویسی کا بہت بڑا محافظ ہے۔ اور استراق سمع سے جناب والا! سن گن لینے سے اور لوگوں کی باتیں معلوم کرنے سے کھوج لگانے سے اسلام نے سختی سے روکا ہے لیکن جب ان کی ڈاک جو ہے وہ پڑھی جائے گی تو پھر اس کے بعد استراق سمع کا یہ حکم کہاں تک قابل عمل رہ سکتا ہے اس لیے جناب والا! میں عرض کروں گا کہ یہ مسئلہ بڑی حد تک قومی ہے، اہم ہے اور اس پر ایوان میں ضرور بحث ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین: جبار صاحب آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

Mr. Javed Jabbar : I respect the assurance given by the honourable Minister but knowing the particularities of the reporting system in our bureaucratic system of administration, I have very serious doubts whether correct information has been provided to him, because I have got it from very rliable sources that my particular mail is being censored. However I do not wish to make this a special issue of the Parliamentarians alone. I believe that all the citizens should be protected from this invasion.

Secondly Sir, his point regarding the fact that this device is meant to control the distribution of subversive, so called subversive literature, surely brings in a question. How effective is Government's ability to control the large volume of other materials such as foreign graphic material or some other subversive material which is openly available in the shops and *'baras'* of this country. Surely this is the most unfair, unjust and expensive method of monitoring mail and ;

Thirdly Sir, if we Parliamentarians are exempted from this great task, how does the Government identify where this literature is going. Does it proceed to open every single envelope which is mailed in this country to ascertain that the subversive literature is being mailed to Tando Muhammad Khan as well as Mianwali ? It has to operate on the basis of a selective compiled list, which the Intelligence Agencies obviously compile. Therefore, Sir, I believe that Parliamentarians may well be subject to this most unjust action.

Mr. Chairman : Thank you. Would you like to add anything more ?

Mr. Muhammad Aslam Khan Khattak : Sir, all I can say is, that I made personal enquiry into this thing and the assurance is given to me by the department. I am not sitting on the censorship table myself. I have to take the words of the department that they have given me the assurances which I have submitted to this House. Sir, as far as the subversive literature is concerned, I am sure that the subversive literature, in fact, is not being addressed to the honourable Member, but there are not only subversive literature but many other things coming by mail which we try to intercept but as he has correctly said, there are lot of things that have escaped the vigilence of any supervisory organization.

Mr. Chairman : Thank you, essentially the two points have been raised. One is with regard to the admissibility. The issue is that whether this particular case can be treated as having been discussed in the National Assembly earlier and does it come within the mischief of what was quoted as 71(D) that is to say, it shall not revive discussion on a matter which has been discussed in the same session or in the National Assembly within the last six months. Now, on this Maulana Kausar Niazi's opinion differs from that of Senator Jabbar. Firstly, I think instead of my giving a ruling, let them sort it out between themselves who is correct and who is not correct and report their findings to Senator, Sartaj Aziz, who is redrafting the rules in order to make this ambeguity clear but for our guidance, I have just mentioned one thing. At this stage, we are not discussing the substance of the adjournment motion. We are only discussing the admissibility part of it and it was the admissibility part of it which was discussed in the Assembly also. So, the two are at par. A discussion has taken place on the admissibility of this particular Motion in the National Assembly and to my way of looking at things, since we are also at this stage *i.e.* discussing the admissibility it would come within the mischief of 71(D).

The second is ; and that is actually which Senator Jabar also skipped over is Rule71(k). It shall not relate to a matter which can only be remedied by legislation. Now, how has this censor been organised? According to my information and what has appeared in the National

Assembly previously. This has been done under Section (26) of the Post Office Act of 1898, which provides that on the occurrence of any public emergency or in the interest of public safety or tranquillity, the Federal Government or a Provincial Government or any office specially authorized on this behalf by the Federal Government may, by order in writing, direct that any postal article or class or description of postal articles in the course of transmission by post shall be intercepted or detained or shall be disposed off in such manner and in such case the authority issued in the order may direct.

Now, these orders have been issued under the provision of this particular Law and the Parliamentary practice and the ruling of this very Senate which I can quote, is that it is a well established parliamentary practice repeatedly up held by many Speakers of the Assemblies and Parliaments everywhere and a very long practice that an action taken by a lawfully constituted authority in due course of administration of law can not constitute a good ground for an adjournment motion. Now, this is really the rule which applies and since the sanction has been taken, who ever it is whether the Federal Government, the Provincial Government or the Post Office itself. It is under a valid law and where remedy lies in changing the law if you do not like it. So, it is not a question of an adjournment motion but a question which is hit by Rule 71(k), as I Mentioned earlier, which says that which can only be remedied by law. So the situation can only be remedied by law and this will have to be. I am afraid, held out of order.

Incidently the 30 minutes of adjournment motions are also over now. I think, I have the stop watch and that is 40 minutes, not forty, 37 minutes. Well, thank you, the Adjournment Motion Hour is over. If you want to adjourn for offering *Esha* prayers.

مولانا سمیع الحق ملتوی کرنا ہے یا کہ نہیں۔

مولانا سمیع الحق: یہ پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے ابھی تو کچھ کام پرائیویٹ ہو جائے نماز کے لئے عشاء کا کوئی تھوڑا وقت نہیں ہے۔ جب ہم فارغ ہوں گے تو انشاءاللہ پڑھ لیں گے کارروائی کچھ آگے بڑھ جائے۔

جناب چیئرمین: جو فتویٰ ہوگا وہ......... (مداخلت)

جناب اقبال احمد خان: اس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ مولانا کو کتنا شریعت سے لگاؤ ہے۔

مولانا سمیع الحق : میں شریعت کی حدود کو سمجھتا ہوں نماز کو کام سے بھاگنے کا بہانہ بنایا جا رہا ہے۔

جناب اقبال احمد خان : پرائیویٹ کام کو نماز پر ترجیح دے رہے ہیں۔

مولانا سمیع الحق : میں شریعت ہی کی خاطر یہ کہہ رہا ہوں اور میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ عشاء کے وقت ہال میں اذان نہیں ہونی چاہیئے باہر ہونی چاہیئے۔ اگر کچھ احباب اس کو صحیح شکل میں رپورٹ کریں اسلئے کہ ہال میں ضرورت نہیں ہے کیونکہ عشاء کا وقت کافی وسیع ہوتا ہے۔

Mr. Chairman : Motion by Mr. Hasan A. Shaikh Sahib.

MOTION UNDER RULE 164 *RE* : EXTENSION OF TIME FOR PRESENTATION OF REPORT FOR THE STANDING COMMITTEE

Mr. Hasan A. Shaikh : Mr. Chairman, I beg to move ;

> That under Sub-rule (1) of Rule 164 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1973, the time for presentation of report of the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs etc. for considering the Bill to enforce Sharia in the Country. The Enforcement of Sharia Bill, introduced by Qazi Abdul Latif and Maulana Sami-ul-Haq, be extended till today, the 26th October, 1985.

Mr. Chairman : The motion moved is :

> That under Sub-rule (1) of Rule 164 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Seante, 1973, the time for presentation of report of the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs etc. for considerisng the Bill to enforce Sharia in the Country. The Enforcement of Sharia Bill, introduced by Qazi Abdul Latif and Maulana Sami-ul-Haq, be extended till today, the 26th October, 1985.

["that under Sub-rule (1)—————26th October, 1985.]

Mr. Ahmed Mian Soomro : Opposed.

(The motion was opposed.)

Mr. Chairman : Jinab Hasan A. Shaikh.

جناب حسن اے شیخ : جناب والا! جیسے کہ اس سے پہلے جناب چیئرمین صاحب کو بتایا گیا تھا۔ سٹینڈنگ کمیٹی آف لا اینڈ پارلیمانی آفیسرز کی پہلی میٹنگ پرسوں ہوئی تھی، اس میٹنگ کے اندر چیئرمین کا انتخاب ہوا اس کے بعد یہ بل ڈسکس کیا گیا۔ معلوم یہ ہوا ہے کہ کونسل آف اسلامک آیڈیالوجی نے اس موضوع پر کافی میٹریل جمع کیا ہوا ہے اور وہ میٹریل ہمارے پاس موجود نہیں تھا۔ اس کو مہیا کرنے کے لئے کچھ وقت لگے گا۔ چنانچہ کمیٹی میں یہ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ سینٹ کے اجلاس میں یہ approach کریں اور سینٹ سے اس بات کی اجازت لیں کہ ہمیں کچھ وقت دیا جائے۔ جس کے لئے ہم ایک interim رپورٹ پیش کریں جس میں ہم صرف وقت مانگیں گے اور interim رپورٹ دینے کی وجہ بھی یہی تھی جو شریعت بل ہے اس کے اوپر اگر کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی جیسے ادارے نے کچھ میٹریل جمع کیا ہوا ہے تو وہ ہمیں بھی مہیا ہونا چاہیئے تاکہ اس پر ہم غور کریں اور اس کو اگر چاہئیں تو اس میں شامل بھی کر سکتے ہیں۔ اسی مقصد کے لئے میں نے اس موشن کو پیش کیا ہے۔

مولانا کوثر نیازی : جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ جناب حسن اے شیخ صاحب نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایوان میں جو شریعت بل پیش ہوا تھا جسے پورے ایوان نے متفقہ طور پر قبول کیا تھا اور اس پر خوشی کا اظہار کیا تھا، اسے معرض التوا میں ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہیں۔ اگرچہ جناب والا! یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا۔ پچھلے آٹھ سال سے جو حکومت بنی ہے یہ اسلام کے نام پر قائم ہے۔ ریفرنڈم اسلام کے نام پر ہوا۔ کونسل آف اڈیالوجی اسلام کے نفاذ کے بارے میں مکمل رپورٹ

[Maulana Kausar Niazi.]

دے چکی ہے۔ یہ سب کچھ کولڈ سٹوریج میں پڑا ہے۔ اب یہ حضرات چاہتے ہیں کہ اس شریعت بل کو دو ڈھائی ماہ تعطل میں رکھنے کے بعد، مزید تین مہینے اس کو تعطل میں رکھیں جب کہ شریعت کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ متنازعہ ہو۔ نہ ہی یہ بل کوئی ایسا سنگین ہے یا اس کے اندر...... (مداخلت)

جناب چیئرمین: قطع کلامی معاف، اگر جس موشن پر آپ بات کر رہے ہیں یہ اگلا موشن ہے۔ یہ موشن جو ہے یہ آج کے دن تک پیش ہونے کے بارے میں ہے۔ یہ دوسرا موشن، تین مہینے والا ابھی موو ہی نہیں ہوا۔

مولانا کوثر نیازی: اب چونکہ حسن اے شیخ صاحب نے فرمایا اور ۹۰ دن کی بات کی ہے تو پھر میں نے جواباً عرض کیا تو پھر آپ ان کو بھی منع کیا کریں یا پھر ہمیں بھی موقع دیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ نوے دن کا کوئی سوال نہیں ہے۔ یہ بل سٹینڈنگ کمیٹی کو ریفر ہوا یا نہ ہوا، کب ہوا، یہ بحثیں ٹیکنکل ہیں، ان پر پہلے بھی اس ایوان کا کافی وقت خراب ہوا ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ بل آج سے تین مہینے قبل متفقہ طور پر اس ایوان میں پیش ہوا تھا۔ اور یہ شریعت جو ہے اس ملک میں بالکل باعث نزاع نہیں ہے۔ اس پر چنداں کوئی غور و خوض کی ضرورت نہیں ہے۔ کونسل اس پر کام کر چکی ہے۔ حکومت اس نعرے پر قائم ہے۔ اس لئے ہم ایک دن بھی فاضل رکن حسن اے شیخ صاحب اور ان کی کمیٹی کو دینے کے لئے تیار نہیں۔ یہ جو شریعت بل ہے یہ فوری طور پر اس ایوان میں پیش ہونا چاہیئے۔

Mr. Chairman : Jinab Soomro Sahib.

Mr. Ahmed Mian Soomro : I have opposed the motion because Enforcement of Sharia Bill, I think, has priority above every thing else in this country. We have always been harping on the word of 'Islam'. When Maulana Sahib introduced the Sharia Bill, it was unanimously allowed and referred under the rules to the Standing Committee. We already held sufficient discussions about the question of its reference. Now, what is the position of the Standing Committee ? I do not want to waste more time of the House on this. It is clear that up today even that had not finalized the report and wanted to submit ; we cannot close out eyes to the subsequent motions that are on the Order of the Day. We

are supposed to have a judicial notice of it. His next motion is to present the Interim Report. Then, he wants further 90 days. Is this the importance the Standing Committee is giving to such an important Bill?

Mr. Chairman : Just for my guidance, would it not be proper if you are referring all the three motions in one goal. That all the three motions should be moved. Because the first one is that time should be extended till today for presentation of the interim report, and you cannot do anything about it that is a fait accompli. Even today, you would not agree, then what happens ?

Mr. Ahmed Mian Soomro : Then, no one is responsible for that .....*(Interruption)*.

Mr. Chairman : I think, we may have discussed that also, who is responsible for that...(interruption). Let me ask him first, then, you all will have the opportunity. The second day, when he presents the interim report, then there is third one which he asked...*(Interruption)*.

Mr. Ahmed Mian Soomro : No objection to all the three motions but, we are opposing them, I am opposing them.

Mr. Chairman : All of them.

Mr. Ahmed Mian Soomro : Yes.

Mr. Chairman : Right.

جناب شاد محمد خان : جناب والا! مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جہاں شریعت کے مطابق پیش رفت ہوتی ہے نہ معلوم کیوں، کسی نہ کسی طریقے سے عملی طور پر اس میں رکاوٹیں ڈالی جاتی ہیں۔ جب ایک کام پر پیش رفت ہو رہی ہے، بل پر غور ہو رہا ہے۔ اب اس پر ساٹھ دن یا دو مہینے کی معیاد سے کیا فرق پڑتا ہے۔ میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ یہ لوگ مخلص نہیں ہیں اور اس میں رکاوٹ ڈال رہے ہیں تاکہ پیش رفت نہ ہو۔

جناب چیئرمین : جناب قاضی حسین احمد صاحب۔

قاضی حسین احمد: جناب والا! یہ تین تین مہینوں کا وقت دیتے ہوئے ہمیں ۳۷، ۳۸ سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ یہ ۳۷، ۳۸ سال اسی طریقے سے گزرے ہیں کہ کبھی دو مہینے مانگے جاتے ہیں اور کبھی تین مہینے مانگے جاتے ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ ابھی یہ نافذ ہو جائے گا کبھی قرارداد مقاصد پاس ہو جاتی ہے۔

جناب والا! رولز میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی بل تیس دن کے اندر سٹینڈنگ کمیٹی سے واپس نہیں آتا تو اس کے بارے میں یہ سمجھا جائے گا کہ وہ واپس آ چکا ہے اس لئے مزید کسی ایکسٹینشن کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس طرح یہ بل ہمارے پاس واپس آ گیا ہے۔ لہذا اس پر اسی وقت بحث ہونی چاہیئے اور زیادہ سے زیادہ وقت قواعد کے مطابق، جو کسی سٹینڈنگ کمیٹی کو دیا جاتا ہے وہ تیس دن ہے۔ اگر تیس دن کے اندر وہ کمیٹی اس پر کام نہ کرے تو یہ سمجھا جائے گا کہ وہ اس پر کام نہیں کرنا چاہتی۔ اس لئے یہ واپس آ گیا ہے۔ لیکن یہاں صورت حال یہ ہے کہ ہمارے معزز اراکین جو کہ باوجود اس بات کے اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ نظریاتی کونسل نے بہت بڑا کام کیا ہوا ہے اور ان کے پاس سب کچھ تیار پڑا ہے وہ اس کے باوجود کہتے ہیں کہ ہمیں نوے دن چاہیئں اس کی وجہ یہ ہے کہ بغیر کسی وجہ سے اس کو مزید التواء میں ڈالنا چاہتے ہیں جبکہ ہم التواء سے تنگ آ چکے ہیں۔ ساری قوم اس بل کے نفاذ کی منتظر ہے ساری قوم کی متفقہ یہی آواز ہے کہ شریعت کو نافذ کیا جائے۔

ہمارے صدر صاحب، میں ان کی ذات کے بارے میں نہیں کہوں گا، صرف اتنا کہوں گا کہ ان کی طرف سے قوم کے ساتھ بار بار اسلامی نظام کے نفاذ کے وعدے کئے جا رہے ہیں بلکہ اس طرح پارلیمنٹ کو بدنام کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ پارلیمنٹ کو جمہوری اور پارلیمانی تو بنا دیا ہے اسلامی نہیں بنایا اس لئے ہم یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں اور واضح کرنا چاہتے ہیں کہ یہ پارلیمنٹ اسلام کے راستے میں رکاوٹ نہیں ہے۔ اسلام کے نفاذ کے راستے میں جو چیزیں رکاوٹ ہیں ان کو ایکسپوز کرنے کی ضرورت ہے۔ اصل میں پارلیمنٹ چاہتی ہے کہ

اسلام نافذ ہو۔ پارلیمنٹ عوام کی آواز ہے۔ عوام بھی چاہتے ہیں۔ پارلیمنٹ کے ممبران چاہتے ہیں ہم سب چاہتے ہیں کہ اسلام یہاں فوری طور پر نافذ ہو جائے لیکن ہم یہ بھی چاہتے ہیں وہ چہرے بھی بے نقاب ہو جائیں جو حقیقت میں اسلام کے راستے میں رکاوٹ ہیں اسی لئے ہم اس extension کو اپوز کرتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ آج ہی اس بل پر بحث شروع ہو جائے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، جناب والا! ہم یہ چاہتے ہیں کہ ۱۹۴۷ میں جو پاکستان قائم ہوا تھا وہ محض اس مقصد کے لئے معرض وجود میں آیا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا، لا الٰہ الا اللہ ۔ جب قرآن حکیم میں یہ بات صاف ہے کہ لِمَ تقولون مالا تفعلون تو ظاہر ہے کہ یہ ملک جس مقصد کے لئے حاصل کیا گیا تھا اس کا آج ہی امتحان ہے اور آج ہی یہ وقت ہے کہ معلوم ہو ہم کتنے پانی میں ہیں۔ لہذا بلا روک ٹوک فوری طور پر اس پر بحث کی جائے اور شریعت کو ملک میں نافذ کیا جائے تاکہ مظلوم کی فریاد سے پہلے اس کے تمام مسائل حل ہوں۔ ہم فیشن کے طور پر شریعت کو نہیں چاہتے ہیں بلکہ اس لئے چاہتے ہیں کہ ہماری اس میں بقاء ہے ہماری بقاء کی اس میں ضمانت ہے ہماری اس میں عزت اور آبرو کا تحفظ ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین : جناب سمیع الحق صاحب۔

مولانا سمیع الحق : جناب چیئرمین صاحب! میرے احباب نے اور سارے ایوان نے الحمد اللہ ایمانی جذبے کا ثبوت دیا ہے اور میرے جذبات کی بھی ترجمانی کی ہے۔ جناب والا! پچھلے ۸ سال سے تو خاص طور سے یہ سلسلہ جاری ہے اور تین چار سال میں بھی اس سفر میں، اسلام کی خاطر آپ کے ساتھ رہا ہوں۔ چار سال مسلسل ان کمیٹیوں، قرار دادوں، کمیشنوں اور کمیٹیوں در کمیٹیوں کا جو سلسلہ چلتا رہا ہے وہ سب آپ حضرات کے سامنے ہے۔ میں فدارا آپ کو عوام کے جذبات سناتا ہوں، بات بہت بری ہے میرے بھی آنسو نکل گئے اور ان لوگوں کے بھی میں سوات گیا تھا، میں آپ کو ایک مثال سناتا ہوں کہ کس حد تک اسلام مذاق کا ذریعہ بن گیا ہے، وہاں کافی احباب بیٹھے ہوئے تھے قریب کے ایک

[Maulana Sami-ul-Haq.]

گاؤں کے بارے میں ایک شخص نے قصہ سنایا اسلام کا ذکر آیا تو اس نے کہا کہ ایک شخص جو کمبخت لادینی ذہن کا تھا سیکولر ذہن کا تھا وہ بھرے بازار میں ایک مریل اور نحیف قسم کا گدھا کھینچتے کھینچتے لایا اور وہ بالکل مر رہا تھا ہانپ رہا تھا اور اس کمبخت نے بازار کے چوک میں شور مچانا شروع کیا کہ یہ ضیاءالحق کا اسلام ہے لے لو گو بڑی تکلیفوں سے یہاں پہنچ گیا ہے اب اس کو پانی دو اس کو چارہ دو کیونکہ یہ کراچی سے چل کر آرہا تھا یہاں پہنچتے پہنچتے اس کا برا حال ہو گیا ہے اس کو گھاس ڈالو اس کو پانی دو۔ لوگ رو پڑے کہ اسلام سے اس حد تک مذاق تو یہ سلسلہ ہمارا خدا کے ساتھ بھی رسول کے ساتھ بھی۔ یخادعون اللہ والذین آمنوا وما یخدعون الا انفسہم وما یشعرون۔ مجھے یقین ہے کہ ان نوے دنوں کے بعد بھی حسن اے شیخ صاحب ہم سے اس کے لئے اور توسیع مانگیں گے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی ساری رپورٹیں جو کہ بڑی تحقیقات کے بعد سامنے آئی تھیں ان پر بڑی محنت ہوئی تھی۔ ہم چیختے رہے کہ ان کو کم از کم مشتہر تو کر دو۔ پروفیسر صاحب نے پچھلے اجلاس میں قرارداد بھی منظور کروائی اور آج تک اس کو اہمیت ہی نہیں دی گئی کہ ان کو یہاں پیش کیا جاتا۔ یہ ٹالنے والی باتیں ہیں۔ اسلام ایک عقیدہ ہے ایک دین ہے اس میں ایک لمحہ کی تاخیر بھی اللہ تعالٰے اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم جائز نہیں رکھتے۔ دین ۱۴ سو سال پہلے مکمل ہو چکا ہے نازل ہو چکا ہے اس کو اب ہم بنا نہیں رہے ہیں نہ ہم ۱۴ سو سال سے خلاء میں تھے تو خدارا سینٹ کے پاس یہ اعزاز رہنے دیجئے اس میں مزید توسیع وغیرہ نہ کرائیے اور فوری طور پر اس بل کو پیش کر دیجئے میرے خیال میں اگر یہ معاملہ ایسا ہے کہ اس کے بارے میں پوچھا جا رہا ہے تو میں احتجاجاً اس معاملے پر واک آؤٹ کرتا ہوں اور اپنے ایماندار دوستوں سے بھی کہتا ہوں کہ وہ بھی میرے ساتھ اس واک آؤٹ میں شریک ہو جائیں۔

جناب اقبال احمد خان: یہ ایماندار کا لفظ جو ہے اتنے بڑے عالم فرما رہے ہیں ذرا ــــــ (مداخلت)

مولانا سمیع الحق : میں تو سب کو ایماندار کہتا ہوں۔ میں نے کہا کہ سارے ایماندار دوست اس معاملے میں شریک ہوں گے۔

Mr. Javed Jabbar : Sir, I would like to clarify that as an independent Member of the Senate I have read the text of the proposed Bill submitted by my honourable colleague, and while I individually and personally disagree with certain aspects of it I feel that, as a Muslim who is entitled to interpret the concept of Sharia, the most fundamental application of that Sharia is to the transformation of the social and economic conditions of the people of Pakistan. I can, therefore, only interpret this either as a deliberate or an accidental delay as part of the historical process by which economic justice continues to be denied to the people of Pakistan. Now, I know that one Bill does not bring about a revolution but Sir, this is a symbolic expression, an excellent symbolic expression of how the exploitative system of our own country has faild to meet the basic needs of our people.

Mr. Chairman : Nawabzada Jahangir Shah Jogezai.

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی : جناب والا! یہ عجیب بات ہے کہ اتنے عرصے میں ہم نے یہ نہیں جانا کہ اسلام کا نام جو ہم لیتے ہیں اس میں ہے کیا، کیا موجودہ زمانے کے سائنٹفک طریقے سے اس کا ایکسپلینیشن ہو سکتا ہے۔ کیا وہ اس قابل ہے کہ لوگوں کو انصاف دے سکے اگر یہ ہے تو پھر ہم کتنے کور ہیں کہ اس جیسے دین اور اس جیسے قانون کو ہم نظر انداز کرتے رہے ہیں۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ میکالے کے قانون نے میکالے کی تعلیم نے ہم کو مغربی ذہن دیا ہے چونکہ ہم نے قرآن کو نہیں پڑھا۔ چونکہ ہم نے اسلام کو سٹڈی نہیں کیا، اس کو سمجھا نہیں اس لئے اس سے گریز کا پہلو ہر وقت نکالتے رہتے ہیں میں ابھی آپ کے سامنے عرض کروں کہ اسلام نے انسانیت پر کتنا رحم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو کتنی بڑی بلاؤں سے بچایا ہے کتنے ظلم سے بچایا ہے آپ اس زمانے کا تصور کیجیے جب اسلام دینا میں نہیں آیا تھا دنیا میں صرف دو طاقتیں تھیں ایران کی اور روم کی جن کا قانون بادشاہ کی زبان تھا۔ دنیا میں کون سی قوم ہے جو یہ نہیں کہتی کہ قانون کی حکمرانی ہو، عدالت کی بالا دستی ہو، قانون

[Nawabzada Jahangir Shah Jogezai.]

ایسا ہو کہ جس میں کسی قسم کا استحصال نہ ہو۔

اب آپ ذرا دیکھیئے یہ اللہ تعالے نے مدعی کو اختیار دیا ہے کہ وہ قتل یا زخم کا قصاص لیتا ہے، دیت لیتا ہے یا بخش دیتا ہے۔ کسی اور آدمی کا اختیار نہیں ہے۔ نکاح کو اگر آپ سمجھیں کبھی استحصال نہیں ہوتا۔ آج کی عورتیں جو آوازیں لگاتی ہیں کہ اسلام نے چار عورتوں کی اجازت دی ہے۔ چار عورتیں آپ ایک ساتھ رکھ سکتے ہیں۔ حالانکہ اسلام نے اس قسم کی بات نہیں کی ہے جس طرح سے طلاق و نکاح ہے۔ اسی طرح سے آپ کی وراثت ہے۔ اگر وراثت صحیح معنوں میں قائم کی جائے تو لینڈ ریفارمز کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اگر کوئی وراثت کو سمجھتا ہے کہ وراثت کیا چیز ہے۔ اسی طرح سے فساد فی الارض کے لئے اللہ تعالے نے قانون دے دیا ہے۔ اسی طرح چوری کے لئے قانون دے دیا ہے۔ پھر اس کے بعد آپ کی معاشیات کے لئے کہا کہ حلال کماؤ۔ فضول خرچی منع کی ہے پھر اس میں کہا ہے کہ جب تک آپ لوگوں کے حقوق نہیں دیتے آپ کی کمائی جو ہے یعنی مال جو ہے آپ کے لئے حرام ہے یعنی اسلام نے فلاحی مملکت اس وقت دی جبکہ دنیا اس وقت اس کی پیروی کر رہی ہے اسلام نے تنظیم دی ہے کہ تم اللہ تعالے کی تابعداری کرو، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری کرو۔ اگر چار آدمی سفر پر جائیں تو ان میں ایک آدمی کو امیر بنا کر اس کے حکم کی تعمیل کریں اور پھر اس کے ساتھ زکوٰۃ کا قانون بھی ہے کہ اللہ تعالے نے اس کو نافذ کرنے کے لئے ہر ایک آدمی پر یہ فرض عائد کیا ہے کہ اس قانون پر عمل کرے تاکہ دنیا سے غربت بھی چلی جائے اور زکوٰۃ جس کو ہم کہتے ہیں کہ یہ فلاحی مملکت کا ایک مخصوص نظام ہے اگر ہم اس نظام کو رائج کریں تو یہاں پر روس آ سکتا ہے اور نہ یہاں پر کسی ازم کی بنیاد پڑ سکتی ہے۔ تو یہ اسلام ہے۔

اب رہا یہ کہ دین کیا چیز ہے دین یہ ہے کہ ایک آدمی اللہ تعالے کی توحید پر ایمان لاتا ہے، آخرت پر ایمان لاتا ہے۔

جب ایک آدمی خدا پر ایمان لاتا ہے تو وہ اپنے نفس کو قابو میں کرتا ہے۔ اور جو نہیں لاتا ہے وہ اپنے نفس کے قابو میں ہوتا ہے اس لئے اس نظام سے گریز کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم لوگوں کے ساتھ بے انصافی کرتے ہیں اس لئے ہم اس پر زور دیتے ہیں کہ اسلام کو کلی طور پر نافذ کیا جائے اگر ہم نے نہیں کیا تو سمجھو کہ ہم اللہ تعالےٰ کے سامنے صحیح اعمال نامہ پیش نہیں کر سکیں گے۔

جناب چیرمین: فضل آغا صاحب۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: شکریہ جناب چیرمین! اگر ایک مسلمان کی حیثیت سے اپنی ۳۸ سالہ زندگی پر نظر ڈال کر دیکھ لیں تو ہمیں خود احساس ہونا چاہیئے کہ ہم نے اسلام کے لیے کیا کیا ہے پچھلے آٹھ سال سے اسلام کا بڑا چرچا ہو رہا ہے اور لوگوں کو امیدیں دلائی جا رہی ہیں کہ اسلام اور اسلام کا آئین اور قانون آئے گا اور لوگوں کو انصاف مہیا ہوگا۔ لیکن ہمیں بڑا افسوس ہے کہ وہ آٹھ سال کا عرصہ مکمل ہونے والا ہے اور میں نے پچھلی میٹنگ میں عرض کیا تھا کہ آٹھ سال کا اسلام کا جو پلندہ ہے جس کو ہم نافذ نہ کر سکے اب انہوں نے اٹھا کر سارا ہمارے ہی گلے میں ڈال دیا ہے۔ اس کے باوجود جب مولانا صاحب نے اپنا بل تو پیش کیا تھا۔ اس پر پورے ہاؤس نے اتفاق سے یہ رائے دی ٹھیک ہے، ٹھیک ہے، ہم کمیٹی کے سپرد کرتے ہیں اور کمیٹی اس کا فیصلہ کر دے گی۔ آج ہمیں معلوم ہوا کہ لاء منسٹر صاحب گذشتہ کی طرح اس بل پر بھی ہم سے کہتے ہیں کہ ہمیں ٹائم دیں۔ بعض معاملات تو ایسے ہوتے ہیں جیسے آپ نے ریفر کیا کہ جلدی کریں ورنہ اس کے بغیر مارشل لاء نہیں اٹھ سکتا لیکن اسلام کو آپ نے مارشل لاء جتنی یا آئین جتنی priority نہیں دی۔ اس کے لئے لاء منسٹر صاحب نے کبھی ہاؤس سے request نہیں کی، کہ آپ اس معاملے میں جلدی کر دیں کیونکہ ہم مسلمان ہیں اور قوم کو پچھلے ۳۸ سال سے ہم اسی بات پر ایکسپلائٹ کر رہے ہیں کہ ہم اسلام لا رہے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہم میں سے ہر آدمی اگر اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھ لے

[Eng. Syed Muhammad Fazal Agha.]

ہم نے اسلام سے بہت مذاق کر لیا ہے۔ آج اس ہاؤس میں فیصلہ کر دیں آپ اس ملک میں یا پاکستان میں اسلام لانا چاہتے ہیں یا یہی برٹش لاء یا سیکولرازم یا کوئی دوسرا نظام لانا چاہتے ہیں اور اگر اسلام لانا چاہتے ہیں تو اس میں مزید ٹائم دینے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اس بل کو لایا جائے اور اس پر ڈسکشن شروع ہو، شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب پروفیسر خورشید صاحب!

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ---- (مداخلت)

جناب چیئرمین: اگر میں آپ سے ایک یہ بھی درخواست کر دوں کہ تین separate motions ہیں اور اگر طریقہ کار وضع ہو جائے، اور جن صاحبان نے اظہار خیال کیا ہے اور جہاں تک میں نے ہاؤس کا sense لیا ہے ایکسٹینشن جو تین مہینے کا ہے ابھی تک سب اس کے خلاف بولے ہیں۔ لیکن اس اسٹیج کو پہنچنے کے لئے کیا طریقہ کار ہونا چاہیئے پہلے جو عبوری رپورٹ کمیٹی نے دی ہے اس سے لوگ متفق ہیں یا نہیں، وہ صحیح ہے یا نہیں، وہ پیش کر دی ہے۔ وہ سینٹ کے سامنے ہے آج پرائیویٹ ممبرز کا پہلا ہی دن ہے اور آج تک اس بل کا ۳۰ دن کا جو قانونی سقم ہے کہ کسی طریقے سے اس کو آج کی تاریخ تک بھی لانا ہے اب اس کے بعد پھر سوال اٹھے گا۔ وہ عبوری رپورٹ کا ہے اس پر ۹۰ دن کی انہوں نے ایکسٹینشن مانگی ہے تو اس پر اب تک جن حضرات نے اظہار خیال کیا ہے سب اس کو اپوز کرتے ہیں۔ لیکن اس اسٹیج کو پہنچنے کے لئے کیا طریقہ کار اختیار کیا جائے تو اس پر ذرا وضاحت کر دیں۔ تو میری گائیڈنس ہو جائیگی

پروفیسر خورشید احمد: آپ نے جس مشکل کی طرف اشارہ کیا ہے وہ میری نگاہ میں بھی ایک حقیقی مشکل ہے۔ لیکن ایوان کے جذبات آپ کے سامنے ہیں۔ اور یہ مسئلہ ایسا نہیں ہے اس کو ہم صرف فنی الجھنوں کی وجہ سے صحیح صحیح face نہ کریں۔ جیسا کہ سومرو صاحب نے کہا تھا میرے خیال میں تینوں پوائنٹ کو آپ کو ایک ساتھ لینا پڑے گا۔ جبھی اس پر کوئی فیصلہ ہو سکتا ہے۔۔۔

---- (مداخلت)

جناب چیئرمین : وہ ہی میں نے پوچھا تھا۔

پروفیسر خورشید احمد : راستہ وہی ہے اس کے سوا اور کوئی راستہ ہی نہیں ہو سکتا۔

جناب چیئرمین : تینوں موشنز وہ پڑھ لیں اس کے بعد کچھ ڈسکشن ہو چکی ہے کچھ اور ہو جائے گی۔۔۔

پروفیسر خورشید احمد : بلاشبہ وہ پڑھ لیں۔ اس کے بغیر پوری بات ہو نہیں سکتی۔ وہ پڑھ لیں۔ پھر میں اپنی بات کروں گا۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں صحیح طریقہ یہی ہوگا۔ اس کے بغیر پوری بات ہو نہیں سکتی۔ وہی میں نے سوال پوچھا تھا لیکن اس کا کوئی جواب نہیں آیا۔ تو حسن شیخ صاحب؟

Mr. Hasan A. Shaikh : Mr. Chairman, I will read the second one, *i.e.* No. 3. That I beg to present interim report of the Standing Committee on the Bill to enforce Sharia in the country. [The Enforcement of the Sharia Bill], my next motion would be—"I beg to move that under Sub-rule (1) of Rule 164 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1973, the time for presentation of the final report of the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs etc. for considering the Bill to enforce Sharia in the country, [The Enforcement of the Sharia Bill], introduced by Qazi Abdul Latif and Maulana Samiul Haq be extended for 90 days."

These are three motions.

Mr. Chairman : Now, I think that to regularise the business I would read out these motions once again so that the House is fully seized and regularly seized, formally seized of all the three motions.

The motion moved is ;

"That under Sub-rule 1 of Rule 164 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1973, the time for presentation of the Report of the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs for consideration of the Bill to enforce Sharia in the country, [The Enforcement of the Sharia Bill], introduced by Qazi Abdul Latif and Maulana Samiul Haq be extended till today, the 26th of October, 1985.

[Mr. Chairman.]

2. As a part of the same Mr. Hasan A. Shaikh moved and presented the Report of the Standing Committee on the Bill to enforce Sharia in the country. Now, this Interim Report stands introduced.

3. The motion moved is :

That Sub-rule (1) of Rule 164 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1973, the time for presentation of the final report of the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs for considering the Bill to enforce Sharia in the country, [The Enforcement of the Sharia Bill], introduced by Qazi Abdul Latif and Maulana Samiul Haq be extended for 90 days.

I take it as a sense of the House that the motions particularly the last one is opposed. The first relly.....*(Interruption)*.

Mr. Ahmed Mian Soomro : To get over the difficulty... *(Interruption)*.

Mr. Chairman : Just let me put it to you—the first is a *fait accopmli,* there is nothing that we can do about it.

No. 2, the Interim Committee Report has been prsented. It is there before the House and we take note of it that there is an Interim Report by the Committee. The real crux of the whole thing is whether the House agrees to take up the consideration of the Bill by giving extension of 90 days to this Committee.

Honourable Members : No, no.

Mr. Chairman : That has been opposed. I am not putting the question. That has been opposed and on that honourable Members have expressed their views. If there are more views for or against this before I put the question then please this is the occasion and this is the time to rise and speak on the subject, and now, actually the subject is that whether 90 days extension should be given to the Committee to complete their examination of the Bill or not ? So, everybody who wants to speak against it may speak and then you wind up or say whatever you like.

If there are people who want to say in favour of it they are also free to do that ......*(Interruption)* ...

Honourable Members : All have spoken, Sir.

جناب چیئرمین : سب نے جو بولنا تھا وہ بول چکے ہیں۔ تو پھر۔۔

(مداخلت)

جناب اقبال احمد خان: مجھے بھی اس سلسلے میں گذارش کرنا ہے۔

جناب چیئرمین : پروفیسر خورشید صاحب ! آپ پہلے بولنا چاہتے ہیں؟

پروفیسر خورشید احمد: نہیں پہلے حسن اے شیخ صاحب بول لیں۔ اس کے بعد میں کچھ عرض کر دوں گا۔

جناب حسن اے شیخ : جہاں تک extension of 90 days کا سوال ہے وہ باقی رہتا ہے۔ میری اپنی گذارش یہ ہے کہ پہلی بار کمیٹی کے سامنے یہ بل پرسوں آیا۔ اس سے پہلے کمیٹی کے سامنے یہ بل نہیں تھا۔ کمیٹی میں یہ بتایا گیا کہ اسلامی آئیڈیالوجی کونسل نے کچھ میٹریل جمع کیا ہے لیکن وہ فوری طور پر مہیا نہیں ہوسکتا اس واسطے کہ اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کا دفتر تو ہے لیکن غالباً کوئی چیئرمین یا ایگزیکٹو اتھارٹی وہاں پر نہیں ہے اس واسطے اس کو مہیا کرنے میں کچھ وقت لگے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس بل پر ہمیں غور و خوض کرنا ہے تو اس بل کا تمام میٹریل کمیٹی کے سامنے ہونا چاہیئے۔ چیئرمین صاحب! آپ کے سامنے ایک رائے یہ دی گئی چونکہ اس ہاؤس نے شریعت بل کو قبول کر لیا approve کر لیا تو اب اس میں کچھ اور دیکھنے کی گنجائش نہیں ہے میں اس رائے سے اتفاق نہیں کرتا۔۔۔۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین : میرے خیال میں یہ نہیں کہا گیا صرف یہ کہا گیا کہ unanimously introduce ہوا approval کی بات نہیں ہوئی۔

جناب حسن اے شیخ : میں exactly یہی کہنے والا تھا۔ جیسے خورشید صاحب نے کہا، پرسوں بھی یہ بات کہی گئی تھی اس واسطے میں اس کو زیادہ وضاحت سے کہنا چاہتا تھا۔ لیکن پروفیسر خورشید صاحب نے اسے accept

[Mr. Hasan A. Shaikh.]

کر لیا۔ اگر ہاؤس approve کر لیتا ہے تو پھر تو سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس جانے کی ضرورت ہی نہیں تھی سٹینڈنگ کمیٹی کا کام یہ ہے کہ اسے examine کرے۔ ایگزامن کر کے ہاؤس کو واپس بھیج دے۔ ابھی جس فارم میں بل ہے۔ وہ یہ ہے۔

The form of the Bill is, legal definition of Sharia—Sharia means that particular way of life which Almighty Allah has through The Last Prophet Hazrat Muhammad (Peace Be Up Him) enjoined upon His Subject. I think, as it is passed it will have to be enforced by the various courts, and the court which will interpret this will not be merely superiour court but they may also be a Magistrate, may be a Sub-Judge and they all of them will have to interpret this particular provision. Then you see, Sir, the main source of Sharia is Quran and Sunnah and an Act of Sharia shall be based on them. Everybody accepts that as a fundamental an Act or Rule based on consensus shall also be deemed to be an Act of Sharia.

Mr. Chairman : No. I think, the point to be understood is that the Bill which has been presented may suffer from many defects ; may suffer from many deficiencies ; may suffer from even Constitutional illegalities. The question is whether it should be left with the Committee to sort this out or whether the House as a whole would like to take it upon itself to deal with all these issues. That is, actually, the point. The point at this stage is whether when you ask as a Chairman of the Standing Committee that you want an other ninety days to examine this, the House here decides that rather leaving the Bill with the Standing Committee or they would take it upon themselves to discuss and debate and finalize and pass it or reject it within the House itself. This is the point to which you should address yourself.

Mr. Hasan A. Shaikh : Yes, this is what I am trying to. What I am saying is that the Committee had no opportunity, whatsoever, to look at the Bill. Therefore, the Committee could not do anything more than come to this House and say give us time. Now, that stage is there. Now, this House will have to consider this aspect, if the Committee had no material, had no opportunity of examining the Bill, whether that Committee should be given time or not. Because there is no deficiency on the part of the Committee which has resulted in delay. I mean really

speaking as for as the law of limitation is concerned, the limitation will begin on the first available day after the limitation period is over and that is today. Therefore, there is nothing wrong even if it is argued by anyone and that arguement is accepted that within one month's time, it has to go before the Senate and that one month time expires today according to the normal rules of limitation. Therefore, I think, if originally, the whole House referred it to the Committee, the only thing, if the House does not want that the Committee should deliberate over it or if the House thinks that the Committee has delayed it, then, it is a different matter altogether. But my submission to the House is that the Committee was seized of it only day before yesterday. Therefore, the Committee has not delayed, if the House does not think that Committee should examine it. The House should examine it itself that will be again a different matter altogether but not on the basis that the Committee has committed any error or mistake in the deliberations itself. Therefore, my submission is that there is an other aspect of it which I want to say very earnestly to this House. Nobody is against the enforcement of Sharia. It is not only one *Jamat* or one person or one *Anjuman*; or one body that wants Sharia. The whole of Pakistan wants Sharia. It was the Founder of Pakistan who said that Pakistan will be based on the principles of Islam and Sunnah, not a *Jamat* but Founder of Pakistan said that. Therefore that is accepted position, we are all for it . We do not want to delay it. The delay is not there because of the Committee. The only question is, whether this delay is due to the Committee, and the Committee should be given more time or should not be given any time.

جناب چیرمین: میرے خیال میں جو سوال ہمارے سامنے ہے وہ

I think, the House has understood you. I don't think you are adding anything more to what you have said earlier. The question is, if the House so decides and the question would be put and it would be entirely up to the House, whether further time should be given to the Committee or not. There is one consideration which we should bear in mind. I think, this is the anxiety of everybody to expedite this process as much as possible. The point to be considered is, whether the process would be expedited if the House takes upon itself to finalize the Bill or it would be expedited if it is still left with the Committee not for 90 days but may be for a shorter time, say, for a week, 10 days, 20 days or whatever is considered reasonable. This is also one of the point which you might consider. I think, Professor Sahib you want to say something on the subject.

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں اس موضوع پر تو کچھ کہنا تحصیل حاصل سمجھتا ہوں کہ شریعت کی کیا اہمیت ہے اس میں ہم سب متفق ہیں۔ لیکن دو تین باتیں ایسی ہیں جن پر میں چاہوں گا کہ آپ کو اور اس ایوان کو بڑے ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے۔

پہلی چیز یہ ہے کہ ہم کسی فرد کو خدانخواستہ blame نہیں کر رہے ہے۔ اگر کسی کا یہ احساس ہے تو وہ نہیں ہونا چاہیئے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ شریعت کے معاملات میں بحیثیت مجموعی جس سسٹم کا ہم حصہ ہیں۔ اس کا رویہ یہ رہا ہے کہ یہ یتیم کا مال ہے جس طرح اپنے مقصد کے لئے استعمال کر سکتے ہو کرو، لیکن اس کی حقیقی خدمت اور اپنے آپ کو اس کے تابع کرنا اسے حکمرانی کے مقام پہ لانا یہ کام نہ ہو سکے۔ ہم کسی خاص شخص کی نیت پر حملہ کئے بغیر یہ بات ضرور کہنا چاہتے ہیں کہ اس ایوان کو بھی ایک طرح باہر سے accuse کیا جاتا ہے کہ اس نے ان چھ مہینوں میں اسلام کے بارے میں کیا کیا اور دوسری طرف جب نیشنل اسمبلی میں شریعت کا بل لایا جاتا ہے تو اس دن پرائیویٹ ممبرز ڈے ختم کر دیا جاتا ہے۔ آئندہ اس کے لئے کوئی گنجائش پیدا نہیں کی جاتی اور جب سینٹ شریعت بل کو introduce کر دیتی ہے تو ہم نے کبھی یہ نہیں کہا کہ منظور کر لیا ہے۔

اسے بہرحال جو اہمیت دینی چاہیئے وہ اس کو نہیں دی جاتی۔ اب وقت آگیا ہے کہ ان چیزوں کا پوری سنجیدگی کے ساتھ نوٹس لیا جائے۔ آج تک ہم ہر تاریخ کو، ہر التوا کو condone کرتے رہے اور ابھی آئندہ ہم آٹھ سال کے لئے بہت بڑی indemnity کرنے والے ہیں۔ لیکن کوئی حد ہونی چاہیئے، جہاں اس amendment کا معاملہ اٹھے تو یہ submission بھی ہونی چاہیئے۔ کہیں ہم کو fullstop لگانا پڑے گا۔ اس ایوان کو، قوم کو یہ بتانا چاہیئے Establishment کو بتانا چاہیئے اس سسٹم کو بتانا چاہیئے جس کے ہاتھ میں اصل قوت ہے کہ ہم ان چیزوں کو مزید گوارا نہیں کر سکتے۔ اس بنا پر میں عرض کروں گا کہ کم از کم اس

سٹینڈنگ کمیٹی نے خواہ کسی وجہ سے بھی ہو اپنا حق ادا نہیں کیا لیکن جو اس کو legitimacy حاصل تھی۔ جو اس کو اختیار حاصل تھا اس بل کے بارے میں حق ادا کرنے کا اس نے اس کا حق ادا نہیں کیا اور اس نے لیٹ کر دیا۔ اس لئے اب اس کمیٹی کو ہرگز یہ موقع نہیں ملنا چاہیئے اب اس کے دو options ہیں پہلا آپشن یہ ہے کہ یہ ہاؤس خود اس بل پر غور کرے۔ اور amendment کے ذریعے اس تحریک میں یہ بات طے کرے کہ یہاں خود یہ ہاؤس اس بل پر غور کرے گا اس کے لئے ایک وقت مقرر کریں۔ ہو سکتا ہے آپ ایک ہفتہ کے بعد کریں، دو ہفتے کے بعد کریں لیکن یہ ہاؤس اس کے لئے وقت مقرر کرے، اور اس بل کو consideration کے لئے admit کرے۔

دوسری صورت یہ ہے اگر مجوزان یہ سمجھتے ہیں کہ وزارتِ قانون کے تعاون سے وہ اس کی نوک پلک درست کرنا چاہتے ہیں تو پھر میں یہ تجویز کروں گا کہ ہمارے پاس سلیکٹ کمیٹی کا راستہ کھلا ہوا ہے جسے مجوزان نے پیش کریں اس کے لئے پندرہ دن دو ہفتے یا تین ہفتے جو جائز وقت ہو اسمیں ان حضرات کو رکھا جائے جو اس میں دلچسپی لیں۔ اور competent بھی ہوں۔ اس طرح دراصل ہم اس کام کو سنجیدگی کے ساتھ سرانجام دے سکیں گے۔ اگر ہم نے یہ راستہ اختیار نہ کیا اور نوے دن اور ساٹھ دن اور تیس دن کے چکر میں رہے تو یہ ایک ایسا چکر ہے جس سے کبھی بھی نہیں نکل سکیں گے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ایوان اور قوم دونوں کے احساسات کو آپ سامنے رکھیں اور ہمارے سامنے جو راستہ اس وقت ہے اسے قبول کریں ورنہ یہ بڑی بُری مثال ہو گی۔ شکریہ۔

مولانا سمیع الحق: جناب صرف ایک منٹ خدا کے لئے۔ یہاں مجھے خطرہ تھا اور خدشہ تھا کہ اس بل کو ڈائنامیٹ کیا جائے گا۔ میں صرف آپ کے توسط سے اراکین کے سامنے وہ خدشہ پیش کرنا چاہتا ہوں کیونکہ وہ خدشہ سامنے آگیا ہے۔ اب عبوری رپورٹ جو ہمارے سامنے ابھی تقسیم کی

[Maulana Sami-ul-Haq.]

گئی ہے اس میں تیسرا پیراگراف یہ ہے کہ جناب اقبال احمد خان وزیر انصاف و پارلیمانی امور نے کمیٹی کو مطلع کیا کہ قومی اسمبلی نے اسی موضوع پر آئین میں ترمیم کے لئے ایک قرارداد منظور کی، پھر قرارداد آگئی اس قرارداد کو عملی جامہ پہنانے کے بعد شاید مذکورہ بل کی ضرورت ہی نہ رہے۔ مجھے یہی خطرہ تھا کہ اس قرارداد کی آڑ میں اس بل ہی کو ختم کیا جائے گا۔ وہ میرا خطرہ صحیح ثابت ہوا۔

جناب چیئرمین : دیکھئے جہاں تک خطرات کا تعلق ہے تو میری عرض ہے کوئی شخص کسی چیز کو نہ سبوتاژ کر سکتا ہے جو ایک دفعہ اس ایوان کی ملکیت بن جائے نہ ڈاٹنا میٹ کر سکتا ہے۔ اگر کوئی کر سکتا ہے تو یہ ایوان خود ہی کر سکتا ہے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ یہ میں آپ کو تسلی دیتا ہوں جب تک یہ ایوان اس کو ختم نہ کرے کوئی اور اس کو ختم نہیں کر سکتا یہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ کی، میری اور کسی کی انفرادی رائے کوئی بھی ہو سکتی ہے لیکن سینیٹ کی جو اجتماعی رائے ہے اسی کے مطابق ہی یہ کام کرنا پڑے گا۔ میرے خیال میں یہ خطرہ صحیح نہیں ہے جو آپ محسوس کر رہے ہیں۔ جناب اقبال احمد خان ویسے بھی بولنا چاہتے تھے اس موضوع پر۔

جناب اقبال احمد خان : جناب والا! میں کسی کو الزام نہیں دینا چاہتا لیکن افسوس سے یہ گذارش ضرور کروں گا کہ اس بل پر یا ان موشنز پر جو آپ نے ابھی ایوان کے سامنے پیش کی ہیں اگر واقعی اس جذبے کے تحت بات کی جائے کہ ملک کے اندر جلد از جلد شرعی نظام نافذ ہو تو بات دوسری ہے۔ لیکن مثال کے طور پر بلوچستان کے ایک معزز سینیٹر نے میرا نام لے کر ارشاد فرمایا کہ میں اس بل کو مؤخر کر رہا ہوں جبکہ نہ تو حکومت کی طرف سے یہ بل پیش کیا گیا۔ نہ حکومت کی طرف سے یہ رپورٹ پیش کی گئی اور نہ حکومت کی طرف سے یہ درخواست کی گئی ہے کہ جناب اس میں مزید کوئی ٹائم دیا جائے۔ اسی لئے میں سمجھتا ہوں کہ جب اس قسم کی باتیں کہی جائیں تو میں اس سے کوئی اور نتیجہ اخذ نہیں کر سکتا کہ اراکین محض ایکسپلائٹیشن کرنا چاہتے ہیں ان

کا مقصد صحیح نہیں ہے کہ اس بل کو سنجیدگی کے ساتھ دیکھا جا سکے۔

قاضی حسین احمد: ہم اس کی تردید کرتے ہیں ..... *(حذف کیا گیا)۔ یہ قطعاً ہماری نیتوں پر حملہ کر رہے ہیں۔ ہمارے پاس تحریری ثبوت موجود ہے کہ وہ اس کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔

جناب اقبال احمد خان: میں وہ تحریری ثبوت بھی پڑھ کر جناب والا! آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔ بات جذبات کی نہیں ہے بات شرع کی ہے کسی کے ایمان کی ہے اور کسی کے ضمیر کی ہے اور مجھے اس بات کا حق ہے کہ میں عرض کر دوں۔

مولانا سمیع الحق: (حذف کیا گیا)*۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔ جذبات کی اس میں کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جہاں تک ایک آدمی کا تعلق ہے۔ میرے خیال میں ہر ایک شخص اپنے ضمیر کے مطابق جو کچھ کہنا چاہتا ہے، خواہ اس کے حق میں کہنا چاہتا ہے خواہ اس کے خلاف کہنا چاہتا ہے ہر ایک کو یہ حق ہے کہ کہے اگر آپ کسی کیلئے اس حق کا انکار کرتے ہیں تو نہ آپ جمہوری اصولوں پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ ہی آپ جمہوری نظام پر یقین رکھتے ہیں ایک آدمی صحیح بھی کہہ سکتا ہے اور غلط بھی کہہ سکتا ہے۔ لیکن یہ کوئی طریقہ نہیں کہ آپ کسی کو یہ کہیں کہ یہ ایکسپلائٹ کر رہا ہے یا کسی کو یہ کہیں کہ اس کی نیت خراب ہے۔ یہ اللہ ہی کو معلوم ہے کہ کسی کی نیت کیا ہے میرے خیال میں ہر ایک کو اپنے ضمیر کے مطابق بات کرنی چاہیئے۔ آپ ٹھنڈے دل سے سنیں آپ کو موقع ملے گا۔ اس وقت جواب دیں مہذب شائستہ الفاظ میں جو پارلیمنٹری ہوں جناب اقبال احمد خان صاحب۔

مولانا سمیع الحق: یہ ان کو بھی تو کہیں۔

جناب چیئرمین: میں ان کو بلکہ سب کو کہہ رہا ہوں۔

جناب اقبال احمد خان: جناب والا! میں اپنی گزارش پھر کرنا چاہوں گا۔ اگر اس میں کوئی غیر پارلیمانی بات ہو تو آپ کو حق ہے کہ مجھے سرزنش کریں۔ میں

---

*Expunged by the order of the Chairman.

[Mr. Iqbal Ahmad Khan.]

نے گزارش کی ہے یہ بل حکومت کی طرف سے پیش ہوا اور نہ حکومت کی طرف سے آج یہ استدعا اس ہاؤس کے سامنے کی گئی۔ ہر مسئلے پر حکومت پہ الزام دھرنے کی طرف آپ کی توجہ دلا رہا تھا۔ پھر جب ایک معزز رکن نے میرا نام لے کر یہ کہا میں نے حضور کوئی گزارش یہاں نہیں کی کہ اس کی مہلت دی جائے یا نہ دی جائے یا کمیٹی کے مسئلے کو دیکھا جائے یا نہ دیکھا جائے۔ اس لیۓ یہ بات fair نہیں ہے۔ پھر جب بات سچی کہی جائے تو پھر "الحق مر نگ" والی بات ہوتی ہے۔ کہ کہیں سے کوئی آواز آتی ہے اور کہیں سے کوئی آواز آتی ہے۔ مجھے اس بات کا حق ہے کہ میں اس بات پہ احتجاج کروں کہ جناب صحیح بات صحیح طریقے سے کرنی چاہیئے اور جو کوئی ذمہ دار ہے اس کو ضرور الزام دیجیئے۔ اس لیۓ میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا تھا کہ میری ذات کی طرف سے یا سرکار کی طرف سے تاخیر کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

انجنیئر سید محمد مفضل آغا: جناب والا! چونکہ معزز وزیر صاحب مسلمان بھی ہیں اور پاکستانی بھی ہیں اور پارلیمانی افیئرز کے منسٹر بھی ہیں تو میں نے انہیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلاتے ہوئے یہ عرض کیا تھا اقبال احمد خان صاحب جب باقی بلوں کے پیچھے اتنے پڑے ہوئے ہیں تو ان کا اسلامی، اخلاقی اور جمہوری حق یہ بھی بنتا ہے اور ہم ان سے یہ بھی توقع کرتے ہیں کہ وہ اس بل کے پیچھے بھی پڑے رہتے اور اسے سرعت سے منظور کراتے میں نے اس ضمن میں بات کی تھی۔

جناب چیئرمین: اچھا۔ جہاں تک موضوع کا تعلق ہے اس کے مطابق ہی بات کیجیئے۔

جناب اقبال احمد خان: جی ہاں جناب میں موضوع سے متعلق ہی بات کروں گا۔ پہلے میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں آپ کی وساطت سے ...... (حذف کیا گیا)*

اس لیۓ مجھے پیرا پڑھ کر عرض کرنے کی اجازت دی جائے*

*Expunged by the order of the Chairman.

ہیں نے کہاں کہا ہے ؟ میں نے یہ نہیں کہا کہ اس بل کی ضرورت نہیں ہے۔

قاضی حسین احمد : اس کو حذف نہ کیا جائے بلکہ ریکارڈ پر رکھا جائے تاکہ آئندہ قوم کے سامنے دونوں چیزیں آ جائیں۔

جناب اقبال احمد خان : جناب یہ رپورٹ کا حصہ ہے اس کو سننے کے بعد آپ چاہیں اس کو حذف کریں یا نہ کریں۔ یہ پیرا گراف تین ہے۔

"Mr. Iqbal Ahmad Khan, Minister for Justice and Parliamentary Affairs informed that the National Assembly had passed a Resolution for a Constitutional amendment on the same subject and after that Resolutions is implemented, there might be no need for the Bill in question. He also explained that a number of clauses of the Bill were directly in conflict with the various articles of the Constitution and contended that in the face of these articles a number of clauses of this Bill would become void and unenforceable. He, therefore, proposed that the Committee should consider the National Assembly Resolution on Sharia and should also requisition the material collected by the Council of the Islamic Ideology, which has to be secured from the Council who has made substantial studies and research on the subject."

جناب والا! میں نے یہ عرض کیا تھا کہ اس کو بھی منگوا کر دیکھ لیں اور کونسل کے فیصلوں کو بھی دیکھ لیا جائے تاکہ اس بل کو صحیح طور پر پیش کیا جا سکے۔ میں نے اس میں کہاں کہا ہے کہ اس کی ضرورت نہیں ہے اگر شریعت نافذ کرنے کے متعلق میری نیت نیک ہو تو سچائی کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے۔ جو بات سچی ہے وہی کرنی چاہیے۔ اور مجھے کسی کے خلاف الزام تراشی بھی نہیں کرنا چاہیے۔

اب جناب والا! میں ایک اور عرض آپ کی خدمت میں کرنا چاہوں گا۔ اگرچہ شروع میں آپ نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ اپنی موشن کو confine کیا جائے۔ لیکن کراچی کے ایک معزز سینیٹر نے اس بل کے حسن و قبیح پر کافی اظہار خیال فرمایا ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ شریعت کے متعلق یا شریعت کے نفاذ کے متعلق سرے سے کوئی بات کی نہیں گئی۔ اس لیے ان کو چونکہ آپ نے اس بات کی اجازت دی ہے اس لیے میں تو اس آئین کے چند آرٹیکل ضرور آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہوں گا۔ اگر آپ

[Mr. Iqbal Ahmad Khan.]

مجھے اجازت دیں۔ سب سے پہلے میں جناب والا! آپ کی توجہ آرٹیکل ۲۲۷ کی طرف مبذول کراتا ہوں۔ جو اس بل کی ایک کلاز کے عین مطابق ہے۔ اور آئین کے اندر پہلے سے موجود ہے اور وہ یہ ہے۔

Article 227—All existing laws shall be brought in conformity with the Injunctions of Islam.

قاضی حسین احمد: جناب والا! یہ تو بل پر بحث شروع ہو گئی ہے۔

جناب اقبال احمد خان: جناب والا! جب انہوں نے ارشاد فرمایا کہ کچھ نہیں کیا گیا تو میرا فرض ہے کہ جو کچھ پہلے سے ہو چکا ہے وہ اس ایوان کی خدمت میں ضرور عرض کروں۔

قاضی حسین احمد: جو کچھ ہو چکا ہے وہ ساری قوم کو نظر آ رہا ہے۔

جناب اقبال احمد خان: میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس شریعت بل کی بہت سی کلازز پہلے سے آئین کے اندر موجود ہیں۔ اس لیے یہ کہنا کہ یہ کوئی نئی چیز لائی جا رہی ہے میں اسے مناسب نہیں سمجھتا۔

مولانا کوثر نیازی: جناب والا! اگر ایسا ہے کہ اس بل کی بہت سی باتیں پہلے سے آئین میں موجود ہیں تو پھر تو کام بہت آسان ہے۔ پھر نوے دن مانگنے کی کیا ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین: اصل سوال یہی ہے کہ نوے دن مانگنے چاہئیں، دینے چاہئیں یا نہیں۔ اور جہاں تک اس کا تعلق ہے کہ کسی نے کیا کہا تو میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ جو شخص صحیح رول سے سرمو بھی انحراف کرے، میں اس کو وہیں روک دوں کہ صاحب آپ بیٹھ جائیں۔ ہر ایک نے موشن پر بھی اظہار خیال کیا لیکن اس میں بہت ساری چیزیں اور بھی لائی گئیں۔ ایک طرف تو ہم کہتے ہیں کہ شریعت کا نفاذ جلد سے جلد ہو جائے دوسری طرف طریق کار کے اوپر ہم اتنا ٹائم ضائع کر رہے ہیں کہ وہی دن جن کے لیے ہم چاہتے ہیں کہ جلدی آئے انہیں دور کر رہے ہیں۔ اس میں کہاں کی دانائی ہے اگر ہم میں اتنا حوصلہ، تحمل اور صبر نہیں ہے کہ ایک دوسرے کو سن سکیں اور چاہتے ہیں کہ اسلام بیچ میں آ جائے تو یہ میرے خیال میں صحیح نہیں ہے۔

قاضی حسین احمد : جناب والا! عرض ہے کہ اگر یہ آج نہیں آیا تو کل کبھی نہیں آئے گا۔

جناب چیئرمین : یہ کس نے کہا ہے کہ آج نہ آئے۔ سوال تو یہی ہے کہ آپ کس پر زور دیتے ہیں آج آنا چاہیئے یا نہیں آنا چاہیے۔ جناب اقبال صاحب آپ کچھ اور بھی کہنا چاہتے ہیں۔

جناب اقبال احمد خان : جناب میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔ میں وہ پڑھ کر نہیں پیش کرتا جس کے لیئے کہا گیا ہے کہ کچھ نہیں کیا گیا۔ بہر حال یہ تجویز یہاں دی گئی ہے کہ اگر اس کو مہلت دینی ہے تو کوئی نئی کمیٹی بنائی جائے۔ میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا۔ فیصلہ اس معزز ایوان نے کرنا ہے جس طریقے سے وہ چاہے کرے۔ لیکن مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اس کمیٹی نے یہاں اس موشن کے ذریعے بڑی فراخدلی سے آپ کے سامنے تسلیم کیا ہے کہ ہم اس کام کو مکمل نہیں کر سکے۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی واضح طور پر کہا کہ جناب اس کمیٹی نے پوری طرح مائینڈ بھی اپلائی نہیں کیا اور circumstances بھی یہاں بیان ہو گئے کہ کن حالات کی روشنی میں کمیٹی کا اجلاس لیٹ ہوا اب جب اس کمیٹی نے کام کیا ہی نہیں اور اس پر عدم اعتماد کا اظہار کرنا میرا خیال ہے unfair ہے اس لیئے میری استدعا ہوگی کہ اس کمیٹی کو ضرور ٹائم دیا جائے یقیناً وہ بہتر طور پر اس بل کی جو دفعات ہیں ان کو دیکھے گی اسے اگر کوئی ترمیم و تغیر کی ضرورت ہوگی تو وہ اس ایوان کی خدمت میں پیش کرے گی اگر وہ اسی طرح اس کو منظور کرے گی۔ جب بھی بل یہاں آجائے گا اور جو بھی صورت ہوگی اور وہی ایک صحیح طریقہ اور صحیح عمل ہو سکتا ہے جس کے ذریعے سے ہم ایک صحیح قانون بنا سکتے ہیں اگر جلد بازی میں ہم یا اسی طریقے سے الجھے رہے تو پھر جناب یہ بل صحیح طور پر یہاں پیش نہیں ہو سکے گا میری استدعا ہے کہ اس کمیٹی کو ٹائم ضرور دیا جائے۔

جناب چیئرمین : جناب قاضی عابد صاحب۔ جی آپ ملک عبدالواحد صاحب!

ملک عبدالواحد گنڈ صاحب : جناب گزارش یہ تھی کہ قاضی عبداللطیف mover ہیں وہ بھی اس کمیٹی کے رکن ہیں اور کمیٹی نے یہ کہا ہے کہ ہمیں چونکہ material نہیں مل سکا

[Malik Abdul Wahid Gandhab.]

ہیں ہم اس کو ایگزامن نہیں کر سکے لہذا انہوں نے ٹائم مانگا ہے اور ۹ آدمیوں نے اسی کا فیصلہ کیا ہے متفقہ طور پر ٹائم مانگا ہے۔ اگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ۹۰ دن زیادہ ہیں تو اس کو کم کر سکتے ہیں۔ اگر انہوں نے کام نہیں کیا ہے تو میری رائے میں یہ صحیح ہے کہ ان کو موقع دیا جائے اور ٹائم دیا جائے کچھ ۹۰ دن نہیں تو تیس دن یا چالیس دن دیئے جائیں یہ زیادہ بہتر رہے گا۔

جناب چیرمین۔ جناب ڈاکٹر محبوب الحق صاحب!

Dr. Mahbubul Haq : The honourable Members have made it abundantly clear that they are not satisfied with the pace of progress of the Standing Committee, and if there is a message that they wanted to give to the Standing Committee that should have been adequately registered. Sir, it is quite correct that the Committee met first time on the 24th of October for a variety of reasons. There is a good deal of work to be done on this Bill after completion of which only it can be reshaped and then it can be very seriously, carefully considered by the House. And I would agree, Sir, with those who have suggested that let us put the Standing Committee on a shorter leave. But I think that courtesy demands that we should not put the blame for all the delay on the Committee and I would suggest that they should be given a time of another 30 to 40 days so that they can assimilalte the material that they needed and they can present something to this House which is worthwhile and which can then be considered and deliberated upon by the House. The message, I think, has been conveyed to the Committee that they should expedite the work.

Mr. Chairman : Mr. Ahmed Mian Soomro.

Mr. Ahmed Mian Soomro : Sir, I would initially beg to clarify that it is correct that the Minister for Justice and Parliamentary Affairs can in no way be held responsible for the because Government is not coming into the picture. It is a private Bill and not to be meant to cast aspersions on the Standing Committee much less its Chairman. We have great regard and respect for all the Members of the Standing Committee including the Chairman. Sir, but the issue here is to realize the urgency of the matter and for that, Sir, I would, without wasting further time of the House, request you to permit me to move an amendment that the Bill be taken into the consideration on the next first working day, private Members' day Sir, so I would like to move this amendment.

Mr. Chairman : The correct procedure for that is first I think a Motion has been moved asking for 90 days extension this has to be decided.

Mr. Ahmed Mian Soomro : This is an amendment to that Motion asking for 90 days. I am moving amendment that it be taken into consideration by this House at the next private Members day.

Mr. Chairman : No, but.....*(Interruption)*.

Mr. Ahmed Mian Soomro : It has been moved before by Dr. Mahbubul Haq that the period of 30 days be considered for that.

Dr. Mahbubul Haq : I moved the amendment, Sir, that an extension of 30 days should be given instead of 90 days asked for.

Mr. Ahmed Mian Soomro : The House does not agree to. We do not agree to that.

Mr. Chairman : But I think let they put, in that case, the question because the debate is already has been quite protracted. The motion moved is :

"That the Standing Committee should be given instead of 90 days proposed in the initial Motion 30 days to finalize its report".

Those who are in favour of this amendment should say A yes.

Mr. Ahmed Mian Soomro : Sir, we want a vote on this, we want to vote because some of the Ministers who are saying 'Ayes' they are not Members of the Senate and they have no vote.

Mr. Chairman : Pardon.

Mr. Ahmed Mian Soomro : Some of the Ministers who are saying 'Ayes' they are not Members of the Senate and they have no vote. So, put it to the vote, Sir.

Mr. Chairman : Well in that case I can ask those in favour actually may please rise. Those who are in favour of the amendment that the Standing Committee should be given 30 days instead of 90 days may stand up.

"Pause"

They are fifteen. Those who are against it may also please rise.

"Pause"

I think they are sixteen or seventeen. I think Noes win.

(Interruption).

Mr. Chairman : What is that ?

Mr. Ahmed Mian Soomro : That is, the Bill we take into consideration on the next private Members day Sir.

Mr. Chairman : That would come under Rule 84. automatically on the day for which a Bill is set down under Rule 83. there we have decided actually towards today, or on any subsequent day to which the matter might have been adjourned, the Member-In-chargemay make any of the following Motions. Now lies this up to Maulana Sami-ul-Haq Sahib.

یہ مولانا صاحب آپ نے جو کان لگائے ہوئے ہیں میرے خیال میں آپ کو سنائی نہیں دیتا۔

مولانا سمیع الحق : اصل میں آپ کی آواز اس میں زیادہ تیز آرہی ہے اور ترجمہ بھی آرہا ہے۔

Mr. Chairman : We have moved actually to Rule 84. You have to move that this should be taken into consideration at once or it should be taken into consideration or a date to be fixed forthwith or that it be referred to a Select Committee or it be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon. Out of these fours I think the Movers has to make his mind what he wants and make a motion.

مولانا سمیع الحق : میں سمجھا ہی نہیں ہوں . . . . میں کہتا ہوں کہ اسے فی الفور زیر غور لایا جائے ۔ حضرت آپ نے انگریزی میں کہا تھا میں ذرا سمجھ نہیں سکا کہ آپ کیا فرما رہے تھے ۔ آپ کے پاس ایک اردو کا نسخہ بھی ہونا چاہیئے ۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں ایک ٹیکنیکل آبجیکشن اور ہے کہ موشن کا ابھی تک Question put نہیں ہوا۔

I think, I can put that......*(Interruption)*.

جناب حسن اے شیخ : اقبال صاحب سے میری گزارش ہے کہ جب اس کا امنڈمنٹ یہ ہوا ہے کہ ایک مہینے میں یہ کریں گے تو پھر . . . . (مداخلت)

Mr. Chairman : The amendment having been rejected, I put actually the original Motion. The question is :

> "That under Sub-rule (1) of Rule 164 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, the time for presentation of the following report, final report of the Standing Committee of Law and Parliamentary

Affairs for considering the Bill to enforce Sharia in the country, [The Enforcement of the Sharia Bill], introduced by Qazi Abdul Latif and Maulana Sami-ul-Haq be extended for 90 days."

(*Motion is not carried*)

جناب اقبال احمد خان : اس موشن کے بعد اب یہ automatically رول ۸۴ جو ہے اس کی ایپلیکیشن ہو جاتی ہے اور جو نیکسٹ پرائیویٹ ممبرز ڈے ہوگا اس پر اس کے مطابق عمل درآمد خود بخود ہو جائے گا اس میں کسی موشن کی میری رائے میں اب ضرورت نہیں ہے۔

مولانا سمیع الحق : جناب رول ۸۴ کے تحت اس کی ضرورت ہے۔

Mr. Chairman : The point is that under Rule 84 there are four alternatives given. The House is now seized of the Bill actually the stage of Rule 83 is over. We now come to Rule 84. Under Rule 84, there are four alternatives given. Either that the motion be taken into consideration at once or it should be taken into consideration, or on a day to be fixed forthwith, or that it be referred to a Select Committee or that it be circulated for the purpose of eliciting public opinion. A motion has to come...(*Interruption*)...

Mr. Hasan A. Shaikh : He makes a motion, therefore, he said Rule 84 which provides "On the day for which a Bill is set down under 83 or on any subsequent day to which the matter might have been adjourned." So, it may be adjourned to the next working day...(*Interruption*) .

Mr. Chairman : Right.

Mr. Ahmed Mian Soomro : Whether he wants it to be considered on the...(*Interruption*)...

Mr. Chairman : But I think he is not quite familiar with the rules. So, we adjourn it to...(*Interruption*)...

مولانا سمیع الحق : جناب والا میں کہتا ہوں کہ اگلے ممبرز پرائیویٹ ڈے پر اسے فی الفور زیر غور لایا جائے۔

مولانا کوثر نیازی : یہ کبھی کبھی سرکاری بنچوں کی ترجمانی کرتے ہیں ان کی بھی ترجمانی کر کے خود ہی پیش کر دیں۔

جناب چیئرمین : میری مشکل یہ ہے کہ جس کی ترجمانی میں نے کی دوسرے

[Mr. Chairman.]

کو اعتراض ہوا ۔ آپ کی ترجمانی بھی کر سکوں گا پورے ہاؤس کی کر سکوں گا ۔ مگر شرط یہ ہے کہ پھر اعتراض نہ ہو ۔

پروفیسر خورشید احمد : میرے خیال میں اس میں کسی کو اعتراض نہیں ہے کہ دونوں سے مشورہ کر کے اور جو متفقہ فیصلہ ہو ۔ ۔ ۔ (مداخلت)

مولانا سمیع الحق : نہیں نہیں حضرت وہ فیصلہ تو ہو جائے ۔ اب اس فیصلے کو اگلے ہفتے تک نہ رکھیں ۔

پروفیسر خورشید احمد : اب یہ فیصلہ تو ہو گیا کہ یہ فیصلہ ہو گا ۔

مولانا سمیع الحق : کب ہو گا ؟

پروفیسر خورشید احمد : اگلے ہفتے ۔

مولانا سمیع الحق : میں بھی یہی چاہتا ہوں ۔

Mr. Chairman : Then I think, we adjourn it to the next private members day. On that day, the mover, and the co-sponsor, they will be free to move any of these motions without any previous notice. So, the purpose which you have in mind would automatically be served. I think, this would be a clean and neat arrrangement.

Mr. Ahmed Mian Soomro : Everyone is, Sir, opposing. He moves a motion for taking the Bill into consideration at once, and there would be no time for moving amendments. Therefore, if it is fixed today, his motion that it will be taken into consideration on the first day ......*(Interruption)*.

Mr. Chairman : I don't think you can finalize a Bill of this type in just one day. If you are moving amendments, the amendments would require two days notice. But that would come only after the Bill has been taken into consideration at once. So, I think the correct procedure is that we adjourn it till Saturday. On Saturday, the honourable sponsor or mover can move any of these motions and since, I think, it appears that you probably would move the first one that the Bill be taken into consideration at once. For that, no advance notice is required, and he would be permitted to do that.

Honourable Members : Yes.

Mr. Chairman : Right. There are still a number of other matters.

آپ نے کب تک کام کرنا ہے نو بجے، دس بجے، بارہ بجے تک ؟

جناب احمد میاں سومرو : جناب ابھی تو ساڑھے آٹھ بجے ہیں ۔

جناب چیئرمین : صوبہ سرحد کے ممبران کا وزیراعظم کے ساتھ شام کا کھانا ہے تو میرے خیال میں جہاں تک اگلے معاملے ہیں مثلاً بل کے انٹروڈکشن کا، یہ میرا خیال ہے انٹروڈیوس کر لیتے ہیں۔ یہ آسان ہو گا۔

I hope, there is no problem.

مولانا کوثر نیازی : جناب والا ایک قرارداد بھی ہے ۔

جناب چیئرمین : قرارداد کے لیے اگر وقت ہوا تو ... (مداخلت)

مولانا کوثر نیازی : اس کو re-assembling کے بعد پہلے ہی کر لیا ہے تو وہ صرف پڑھ دی جائے کہ اس کو سب adopt کر لیں گے ۔

جناب چیئرمین : اگر اس طریقہ پہ ہے تو ٹھیک ہے ۔

مولانا کوثر نیازی : سب ممبران نے اتفاق کیا ہوا ہے ۔

THE CRIMINAL LAW (AMENDMENT) BILL 1985.

Mr. Chairman : I think, Prof. Khurshid has to ask for leave of the House to introduce his Bills. The first is the Criminal Law (Amendment) Bill, 1985.

Prof. Khurshid Ahmed : Mr. Chairman, with your permission, I beg to introduce the Criminal Law (Amendment) Bill, 1985.

Mr. Chairman : The motion is that......*(Interruption)*.

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کی اجازت چاہتا ہوں کہ "Criminal law (Amendment) Bill 1985" انٹروڈیوس کیا جائے ۔

جناب اقبال احمد خان : جناب ایک قانونی نکتے کا پہلے فیصلہ فرمالیں بل کو انٹروڈیوس کرنے سے پہلے کیونکہ میری ناقص رائے میں یہ بل صحیح طریقے سے پیش نہیں کیا گیا ۔

The proposed Bill is an exercise in futility and is *prima facie* redundant under section 6 (a) of the General Clauses Act, 1897. The amendment made in the P.P.C. and CRPC shall remain effective even if the proposed Bill is passed. Apart from the provisions of the section 6 (a) of the General Clauses Act, it is an established principle of law that repeal of amending Act does not automatically reverse the

[Mr. Iqbal Ahmad Khan.]

amendment made through it in the substantive laws. The Bill is, therefore, technically faulty and is liable to be rejected by the honourable Chairman on that score alone. This is not a fit case for the grant of leave to introduce the Bill, in question. Under Rule 79 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1973, the leave to introduce the Bill may not, therefore, be granted to the mover.

جناب والا! اصل بات یہ ہے کہ یہ جو کریمنل لا ترمیمی بل ہے جس کی موشن انہوں نے دی ہے اس کے ذریعے سے PPC اور CRPC میں ترمیم ہوئی تھی اور اگر یہ ان کی ترمیم کرنا چاہتے ہیں تو پھر ان کو P.P.C. کی ترمیم کے لیئے بل دینا چاہیئے اور CRPC میں ترمیم کے لیئے بل دینا چاہیئے یہ پوزیشن میں نے ہاؤس کے باہر بھی معزز محرک کی خدمت میں پیش کی تھی اور دوسری بات جو ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم حکومتی سطح پر خود بھی اس مسئلہ پر غور کر رہے ہیں اور امید ہے کہ شاید انہیں اس بل کی ضرورت نہ رہے۔ لیکن اگر یہ اس پر اصرار فرماتے ہیں تو میں یہ عرض کروں گا کہ یہ بل اس شکل میں تو پیش نہیں ہو سکتا پھر ان کو دو علیحدہ بل پیش کرنا ہوں گے۔ ایک P.P.C. اور دوسرا C.R.P.C. کی ترمیم کا۔

جناب چیئرمین: جہاں تک اس معاملے کا تعلق ہے پروفیسر صاحب خود اس پر اپنی رائے دیں گے لیکن میری سمجھ میں نہیں آیا۔ دو چیزیں ہیں ان کے نیچے criminal liability incur ہو سکتی ہے اور ایک civil liability incur ہو سکتی ہے۔ معزز محرک یہ سمجھتا ہے کہ criminal liability incur ہونے تک یہ بل محدود رہے اور سول لائیبلیٹی کو وہ فی الحال چھوڑنا چاہتا ہے اس میں تو مجھے کوئی تضاد کی چیز نظر نہیں آتی۔

جناب اقبال احمد خان: نہیں جناب والا! گزارش یہ ہے کہ جو کریمنل لا کی ترمیم ہے ان کے ذریعے سے P.P.C اور CRPC میں ترمیم ہوئی ہے اور جب کوئی ترمیم ہو جائے تو وہ substantive part of the law بن جاتا ہے۔ اور پھر اگر اس criminal law کی ترمیم کو یہ منسوخ بھی کر دیں تو اس کا کوئی اثر نہیں ہے۔ وہ جب تک کہ PP.C کی اس clause میں ترمیم نہ کی جائے اور اگر اجازت ہو تو وہ میں آپ کی خدمت میں پڑھ دیتا ہوں۔

General Clauses Act section 6(a) : Where any Central Act or Regulation made after the commencement of this Act, repeals any enactment by which the text of any Central Act or Regulation was amended by the express omission, insertion or substitution of any matter then, unless a different attention appears, the repeal shall not effect the continuance of any such amendment made by the enactment so repealed and in operation at the time of such repeals.

جناب وہ ترمیم تو بن گئی PPC کا حصہ، اور دوسری بن گئی CRPC کا حصہ، اور اس کے بعد اتنا ہی مقصود وہ Criminal Law ترمیم سے انہوں نے حاصل کرنا تھا تو جب تک Substantive law میں ترمیم نہ کی جائے تو یہ جو Criminal Law Amendment Act ہے اس کو منسوخ بھی کر دیا جائے تو اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا میں آپ کی خدمت میں یہ بھی عرض کر دوں کہ ابھی پچھلے دنوں ہزار کے قریب قوانین کو statuate book سے ختم کیا گیا تھا اس لیے جو ان کا اثر تھا وہ اپنے اپنے قانون کے اندر شروع ہو گیا اور ان کی کوئی ضرورت نہ رہی اب Criminal Law ترمیمی ایکٹ کے ذریعے سے انہوں نے دو قوانین میں ترمیم کر دی وہ ان کا حصہ بن گئے اب جب تک یہ ترمیم اس طریقے سے نہ لائیں ۔

That section so and so of the Pakistan Penal Code of Criminal Procedure Code be omitted.

اس وقت تک اگر اس بل کو پاس بھی کر لیا جائے تو اس کا کوئی اثر ہی نہیں ہوگا اس لیے میں نے عرض کیا تھا کہ اس پہ exercise کا کوئی فائدہ نہیں یا تو وہ دو علیحدہ علیحدہ بل لے آئیں ایک PPC اور دوسرا CRPC میں ترمیم کے لیے وہ regular bill ہوگا اس پر یہ ایوان فیصلہ کر سکتا ہے یا یہ کہ وہ اگر انتظار کر سکتے ہیں تو جیسا میں نے ابھی عرض کیا ہے کہ حکومت خود بھی (وزارت اطلاعات) اس پہ exercise کر رہی ہے اور ممکن ہے کہ اس پہ فیصلہ جلدی ہو جائے۔

Mr. Chairman: I must confess that I have not examined that from that point of view. But I think, it is upto Prof. Sahib whether he would like to proceed in the manner in which he has already proceeded or he would like to accept your advice and then come up with a revised Bill?

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں آپ کا اور فاضل وزیر عدل کا ممنون ہوں کہ آپ نے اپنے اپنے prespective میں اس بل پر غور فرمایا ہے میں

[Prof. Khurshid Ahmad.]

بلا شبہ قانون کا ایک طالب علم رہا ہوں لیکن چونکہ میں نے کبھی پریکٹس نہیں کی اس لیئے سب معاملات میں ہو سکتا ہے کہ غور نہ کر سکا ہوں اور اسی حد تک میں وزیر عدل اور ان کے ماہرین سے استفادہ کرنا اپنے لیئے باعث عزت سمجھوں گا میرا اصل مقصد اس بل کو لانے سے یہ ہے کہ اس ملک میں ایک عجیب و غریب anomaly واقع ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ defamation law جس میں دونوں پہلو ہیں کریمنل اور سول بھی اس میں ۱۲۰ سال سے اگر ایک شخص ایک حقیقت کا ایک سچائی کا اظہار کرتا ہے اور اس میں اپنی طرف سے کوئی غلطی نہیں کرتا تو حق کا اظہار حقیقت کا اظہار ایک درست دفاع تھا against defamation اور اسی چیز کو تقریباً نو ایکسپشنز میں ظاہر کیا گیا ہے - اسی طریقے سے کہاں تک اس نے public interest کو fairly represent کیا ہے ہمارے ہاں پچھلے دنوں ایک آرڈیننس کے ذریعے ۱۹۷۹ میں یہ ہوا ہے کہ وہ exceptions تو قانون میں اب بھی موجود ہیں، لیکن جہاں تک کتابیں اخبارات رسائل broad sheets کا تعلق ہے ان کی حد تک اب ایک سچی بات کا کہنا ایک genuine defence باقی نہیں رہا ہے میری نظر میں جس چیز نے اسلامی نقطۂ نظر سے، عدل کے نقطۂ نظر سے حتیٰ کہ فریڈم آف انفارمیشن کے نقطۂ نظر سے بھی اس لیئے کہ اس کے نتیجے کے طور پر پریس پبلیکیشن یونٹس یہ سب کے سب ایک عجیب قسم کی صورت حال سے دوچار کر دیئے گئے ہیں۔

میرا مقصد دراصل آپ کی وزارت قانون کی اور اس قوم کی پریس کی توجہ اس مسئلے کی طرف مبذول کرانا ہے تاکہ ہم اس سقم کو دور کریں اور لوگ آزادی کے ساتھ اپنی بات کہہ سکیں اور اگر انہوں نے سچی بات کہی ہے تو defamation کے خلاف ایک genuine defence جس طرح سے کہ ۱۲۰ سال سے خود اس ملک میں تھا وہ باقی رہے - یہ ہے میرا مقصد۔ اب میں مانتا ہوں کہ جو ایک نکتہ انہوں نے جنرل لاء کے سلسلے میں بیان فرمایا ہے اس میں مجھے جان نظر آتی ہے اور میری نگاہ میں اس کا طریقہ یہ تھا کہ اگر ہم اس بل کو انٹروڈیوس کر لیتے اور اس کے بعد سٹینڈنگ کمیٹی اس کا جائزہ لیتی اس میں ہم اس آرڈیننس کو بھی منسوخ کرتے

اور نتیجے کے طور پر کریمنل پروسیجر کوڈ میں جہاں تبدیلی کی ضرورت ہے ہم اس کو بھی تجویز کرتے اس لیئے کہ میری نگاہ میں سٹینڈنگ کمیٹی کا کام ہی یہ ہونا ہے کہ وہ خام چیز کو ایک finish product میں تبدیل کر سکے وہاں ہم یہ کام کر سکتے ہیں اگر وزیر عدل یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اس شکل میں یہ کام کر سکتے ہیں تو میں چاہوں گا کہ وہ اس کام کو جاری رکھیں۔ لیکن اگر وہ سمجھتے ہیں کہ سٹینڈنگ کمیٹی یہ کام نہیں کر سکتی ہے تو میں خود تیار ہوں کہ میں ان کے مشوروں کی روشنی میں اس کو ریوائز کر کے آئندہ پیش کروں۔

جناب چیئرمین: میری اپنی رائے یہ ہو گی کہ قائمہ کمیٹی کو یہ ذمہ داری سونپنا شاید صحیح نہ ہو۔ بل آپ کا ہے اور چونکہ اس میں ایک قسم کی آپ کو نشاندہی کی گئی ہے جو آپ بھی، جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں تسلیم کرتے ہیں۔ تو بہتر طریقہ یہ ہو گا کہ اس بل کو مکمل شکل میں آپ خود ہی دوبارہ لے آئیں ورنہ وہ "قائمہ کمیٹی کا لو خشت اول چون نہد معمار کج ، والا قصہ ہے پھر وہ تا ثریا وہ کج باقی رہے گا۔

پروفیسر خورشید احمد: مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے۔

جناب اقبال احمد خان: جناب عرض یہ ہے کہ اس بل کے اندر میری جہاں تک رائے ہے کوئی اس قسم کی ترمیم نہیں ہو سکتی۔ تازہ بل انہیں لانا ہو گا اس لیئے اگر یہ کہا جائے کہ یہ بل رہے . . . .

(مداخلت)۔

جناب چیئرمین: معزز محرک اس چیز کو تسلیم کرتے ہیں کہ وہ ریوائزڈ بل لائیں گے۔

ایک معزز رکن: جناب کورم نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں کورم ہے۔ یہ بل انٹروڈیوس ہونا چاہیئے کیونکہ اس کے لیئے یہ معاملہ پھر رکا رہے گا۔ پروفیسر صاحب میرے خیال میں آپ اپنا دوسرا بل پیش فرمائیں۔

ایک معزز رکن : جناب کورم نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین : اگر آپ کی رائے یہ ہے تو پھر ہم ایوان کو ملتوی کر دیتے ہیں ۔ ایوان کو ۲۸ اکتوبر ساڑھے چار بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے ۔

[The House adjourned to meet at half past four of the clock in the evening on Monday, October 28, 1985.]

پی سی پی پی آئی - ۸۱ ، ۴ (۸۶) سینٹ / ۳۰۰